مئی
2020ء

حِكۡمَةٌۢ بَالِغَةٌ فَمَا تُغۡنِ النُّذُرُ (54

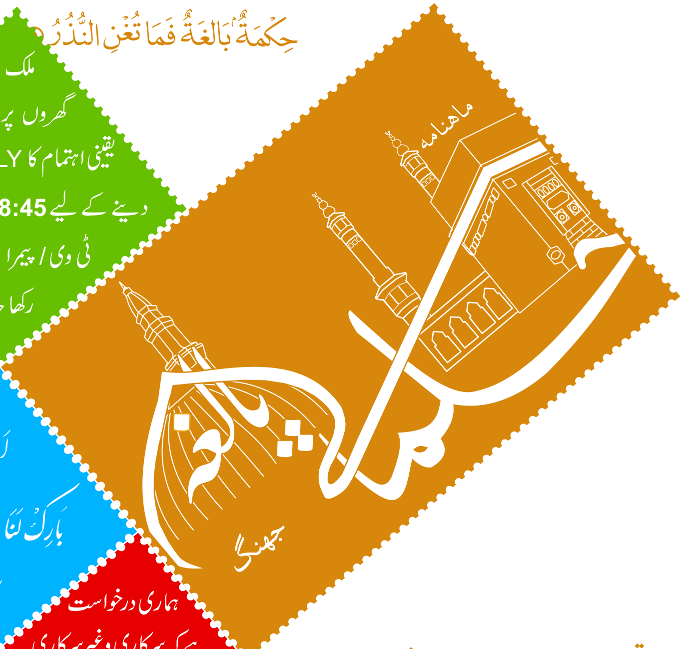

ملک میں
گھروں پر تراویح کے
یقینی اہتمام کا FRIENDLY ماحول
دینے کے لیے 8:45 سے 10:00رات
ٹی وی / پیمرا نشریات کو بند
رکھا جائے۔

اَللّٰھُمَّ
بَارِکۡ لَنَا فِیۡ رَمَضَان
آمین

ہماری درخواست
ہے کہ سرکاری وغیرسرکاری
سطح پر 14راگست کے علاوہ 27 رمضان
کو بھی اپنا یومِ آزادی منایا جائے۔ لوگ دن
کے وقت فرداًفرداًبلے کارڈ،سٹیکر،جھنڈے
لے کرخوشی کا اظہار
کریں

جدید تعلیم یافتہ حضرات میں علوم قرآنی کے فروغ کا نقیب

قرآن اکیڈمی جھنگ

جلد : 14	وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القران)	رمضان المبارک : 1441ھ
شمارہ : 05	اور ہم نے قرآن کو سمجھنے کیلئے آسان کر دیا ہے تو کوئی ہے کہ سوچے، سمجھے (پ۲۷ سورۃ القمر)	مئی : 2020ء

ISSN : 2305-6231

ماھنامہ

حکمتِ بالغہ

جھنگ

مدیر مسئول : انجینئر مختار فاروقی

مشاورت
- پروفیسر خلیل الرحمٰن
- حافظ مختار احمد گوندل
- انجینئر عبداللہ اسماعیل
- محمد فیاض عادل فاروقی

مدیر معاون و نگران طباعت	مفتی عطاء الرحمٰن
انتظامی امور	ملک نذر حسین
قانونی مشاورت	محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ چودھری خالد اشیر ایڈووکیٹ

اہل ثروت حضرات سے تاحیات زرِتعاون بیس ہزار روپے یکمشت	سالانہ زرتعاون بشمول خصوصی اشاعت اندرونِ ملک 800 روپے	معمول کا شمارہ 50 روپے

ترسیل زر بنام : انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) جھنگ

قرآن اکیڈمی جھنگ

لالہ زار کالونی نمبر 2، ٹوبہ روڈ جھنگ صدر

پاکستان پوسٹ کوڈ 35200

047-7630861-0336-6775861

Web site:
www.hikmatbaalgha.com
www.hamditabligh.net

Email: hikmatbaalgha@yahoo.com

پبلشر: انجینئر مختار فاروقی

طابع: محمد فیاض، مطبع: سلطان باہو پریس فوارہ چوک جھنگ صدر

اَلْكَلِمَةُ الْحِكْمَةُ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَ هَا فَهُوَ اَحَقُّ بِهَا(ترمذی)

حکمت کی بات بندۂ مومن کی گم شدہ میراث ہوتی ہے جہاں کہیں بھی وہ اس کو پائے وہی اس کا حقدار ہے

مشمولات

قرآن مجید کے ساتھ چند لمحات	1		3
بارگاہِ نبوی ﷺ میں چند لمحات	2		5
حرفِ آرزو	3	انجینئر مختار فاروقی	6
کروناوائرس کا ماحول............ خود احتسابی کا ایک نادر موقع	4	انجینئر مختار فاروقی	15
...... عالمی سیاست کا مرکز اصفہان	5	انجینئر مختار فاروقی	21
عظمت صوم	6	ڈاکٹر اسرار احمد	33
علامہ اقبال کے نام تصوراتی خط پر اہل علم کے تاثرات	7		49
کروناوائرس ایک بائیولوجیکل ہتھیار.......	8	محمد منظور انور	53
کروناوائرس	9	پروفیسر مہر غلام سرور	60
سوشل سائنسز۔آج کا سب سے بڑا چیلنج	10	سید عزیز الرحمٰن	63

ماہنامہ حکمت بالغہ میں قلمی تعاون کرنے والے حضرات کے مضامین معلومات کے تبادلے اور وسیع تر انداز میں خیر کے حصول اور شر سے اجتناب کے لیے چھاپے جاتے ہیں اور ادارے کا مضمون نگار حضرات سے تمام جزئیات میں اتفاق ضروری نہیں۔

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی تاریخ کو حوالہ ڈاک کر دیا جاتا ہے۔ نہ ملنے کی صورت میں 10 تاریخ تک دفتر رابطہ فرمائیں 10 تاریخ کے بعد رسالہ ارسال نہیں کیا جائے گا

قرآن مجید

کے ساتھ

چند لمحات

(02) سورۃ البقرۃ

اَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

(آیات 91-93)

وَاِذَا قِيۡلَ لَهُمۡ اٰمِنُوۡا بِمَآ اَنۡزَلَ اللّٰهُ

اور جب ان (بنی اسرائیل) سے کہا جاتا ہے کہ

جو (کتاب) اللہ نے (اب) نازل فرمائی ہے اس کو مانو

قَالُوۡا نُؤۡمِنُ بِمَآ اُنۡزِلَ عَلَيۡنَا وَيَكۡفُرُوۡنَ بِمَا وَرَآءَهٗ

تو کہتے ہیں کہ جو کتاب ہم پر (پہلے) نازل ہو چکی ہے ہم تو اسی کو مانتے ہیں

(یعنی) یہ اس کے سوا اور (کتاب) کو نہیں مانتے

وَهُوَ الۡحَـقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمۡ

حالانکہ وہ (سراسر) سچی ہے اور ان کی (آسمانی) کتاب کی بھی تصدیق کرتی ہے

قُلۡ فَلِمَ تَقۡتُلُوۡنَ اَنۡۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنۡ قَبۡلُ اِنۡ كُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِيۡنَ ﴿۹۱﴾

(ان سے) کہہ دو کہ اگر تم صرف اپنی کتاب پر ایمان کے قول میں سچے ہوتے

تو اللہ کے پیغمبروں کو پہلے ہی کیوں قتل کیا کرتے

وَلَقَدۡ جَآءَكُمۡ مُّوۡسٰی بِالۡبَیِّنٰتِ

اور موسیٰ (علیہ السلام) تمہارے پاس کھلے ہوئے معجزات لے کر آئے

ثُمَّ اتَّخَذۡتُمُ الۡعِجۡلَ مِنۡ بَعۡدِہٖ

تو تم ان کے (کوہِ طور پر جانے کے) بعد بچھڑے کو معبود بنا بیٹھے

وَاَنۡتُمۡ ظٰلِمُوۡنَ ﴿۹۲﴾

اور تم (اپنے ہی حق میں) ظلم کرنے والے تھے

وَاِذۡ اَخَذۡنَا مِیۡثَاقَکُمۡ وَرَفَعۡنَا فَوۡقَکُمُ الطُّوۡرَ

اور جب ہم نے تم (لوگوں) سے پکا وعدہ لیا اور کوہِ طور کو تم پر کھڑا کیا

خُذُوۡا مَاۤ اٰتَیۡنٰکُمۡ بِقُوَّۃٍ وَّاسۡمَعُوۡا

(اور حکم دیا کہ) جو (کتاب) ہم نے تم کو دی ہے اس کو مضبوطی سے پکڑو

اور (جو تمہیں پیغمبر علیہ السلام حکم دیں اس کو) سنو

قَالُوۡا سَمِعۡنَا وَ عَصَیۡنَا

تو وہ (جو تمہارے بڑے تھے) کہنے لگے کہ ہم نے سنا اور انکاری ہیں

وَ اُشۡرِبُوۡا فِیۡ قُلُوۡبِہِمُ الۡعِجۡلَ بِکُفۡرِہِمۡ

اور ان کے (دِلی) کفر کے سبب بچھڑا ان کے دلوں میں رچ گیا تھا

قُلۡ بِئۡسَمَا یَاۡمُرُکُمۡ بِہٖۤ اِیۡمَانُکُمۡ

(اے پیغمبرؐ ان سے) کہہ دو کہ تمہارا ایمانی دعویٰ تم کو بری بات بتاتا (سکھاتا) ہے

اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۹۳﴾

اگر تم واقعی مؤمن ہو

صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمُ

ارشادِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام روزہ رکھنے والے کے لیے دو خوشیاں ہیں:
ایک افطار کے وقت اور دوسری اپنے رب سے ملاقات کے وقت۔

قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم

بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں خیرات

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا وَحَضَرَ رَمَضَانُ:

ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبکہ ماہِ رمضان آ چکا تھا:

أَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرُ بَرَكَةٍ، فِيْهِ خَيْرٌ

لوگو! تمہارے پاس برکت والا مہینہ رمضان آیا ہے جس میں بڑی خیر ہے

يُغَشِّيكُمُ اللّٰهُ فِيهِ فَتَنْزِلُ الرَّحْمَةُ

وَتُحَطُّ الْخَطَايَا وَيُسْتَجَابُ فِيهِ الدُّعَاءُ

اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ تمہاری طرف متوجہ ہوتا ہے، پھر تم پر خاص رحمت نازل ہوتی ہے اور خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں

فَيَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَى تَنَافُسِكُمْ وَيُبَاهِي بِكُمْ مَلَائِكَتَهُ

فَأَرُوا اللّٰهَ مِنْ أَنْفُسِكُمْ خَيْرًا

پھر اللہ تعالیٰ تمہارے نیک کاموں میں سبقت کو دیکھتا ہے تو اپنے فرشتوں سے تم پر فخر کرتا ہے، لہٰذا تم اللہ کو اپنی نیکی دکھاؤ

فَإِنَّ الشَّقِيَّ مَنْ حُرِمَ فِيهِ رَحْمَةَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

بے شک بدنصیب ہے وہ آدمی جو اس مہینے میں بھی اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم رہ جائے

(طبرانی، عن عبادۃ الصامت رضی اللہ عنہ)

(حکومت کو نماز عشاء اور تراویح کے وقت ٹی وی/ پیمرا کی نشریات مکمل بند کر دینی چاہئیں تاکہ لوگ سکون سے گھروں پر نماز/ تراویح ادا کر سکیں)

ے زندگی در جستجو پوشیدہ است
اصل اُو در آرزو پوشیدہ است
علامہ اقبال

حرفِ آرزو

انجینئر مختار فاروقی

1 طالبانِ افغانستان ــــ امریکہ معاہدۂ قطر (2/29) اور مسلمانانِ عالم

◐ امریکہ اپنے اتحادیوں سمیت 9/11 کے مشہور واقعے کے بعد شدید غصے میں افغانستان پر حملہ آور ہوا ہفتوں کا منصوبہ سالوں میں بدل گیا اور بالآخر دنیا کی واحد زمینی سپر پاور امریکہ اپنے اتحادی ممالک کے وسائل اور فوج کے ساتھ تاریخ کی بدترین شکست سے دوچار ہو کر اپنے لیے محفوظ واپسی کے عمل کو یقینی بنانے کے لیے معاہدہ پر آمادہ ہوا جو (لکھنے بولنے میں نائن الیون کی طرز پر) ٹوٹونٹی نائن کو قطر میں فریقین کے مابین دستخط ثبت ہونے پر امر ہو گیا۔

◐ اس معاہدہ کے بعد عام ممالک کی طرف سے طالبانِ افغانستان کے لیے جس انداز میں نرم گوشہ سامنے آنا چاہیے تھا افسوس کہ عالمی سطح پر کرونا وائرس کے پھیلاؤ اور پاکستان میں کرونا وائرس سے فوری پہلے 'بدنام زمانہ عورت مارچ' (8 مارچ) کے واقعات نے اس معاہدے کی برکات اور انسانیت پر اس کے مثبت اثرات کے تذکرے کو گہنا دیا وگرنہ دنیا میں اس واقعہ کو انسانیت کے نام منسوب کیا جاتا، طالبانِ افغانستان کے سربراہ کو نوبل انعام کے لیے نامزد کیا جاتا طالبانِ افغانستان کو ممکنہ حد تک عالمی سطح پر شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا جاتا مگر ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ اگر اس عالمی منظرنامے کی تبدیلی بلکہ ہنگامی صورتحال میں آ جانے کا واقعہ فطری اور طبعی تھا تو

ہمارے لیے صبر کے سوا چارہ نہیں اس کا مثبت نتیجہ کسی موقع پر ظاہر ہو جائے گا اور اگر (مَکَر★) اور پیشگی منصوبہ بندی کا حصہ تھا (جیسے گورنر پنجاب سلمان تاثیر کے قاتل ممتاز قادری کو سزائے موت 29 فروری کو دی گئی تاکہ اس کی یاد کا سالانہ اہتمام نہ کیا جاسکے، اسی طرح یہ معاہدہ بھی 29 فروری 20ءکو ممکن ہوا بمطابق 4 رجب 1441ھ) تو بالادست دشمن سے یہی توقع کی جاسکتی تھی۔

◐ ان صفحات میں ہمیں اس معاہدے کے میزانیہ نفع نقصان کا تذکرہ نہیں کرنا ہے اور نہ ہی امریکہ (بمع اتحادی ممالک) کی جنگی طاقت اور مادی وسائل بمقابلہ طالبانِ افغانستان کا تقابل پیش کرنا ہے بلکہ صرف اس لیے تذکرہ مقصود ہے کہ اس سے مسلمانوں کو دنیا میں سر اٹھا کر چلنے کا موقع میسّر آیا ہے۔ مغرب اور امریکی نمک خوار میڈیا اور بعض مسلمان ممالک کے حکمرانوں کے علاوہ ہر مخلص مسلمان کو اس معاہدہ اور امریکہ کی ناک زمین پر رگڑے جانے اور افغانستان سے نامراد لوٹنے پر ایک طرح کا دلی سکون میسّر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی عظمت و کبریائی پر ایمان ویقین کو جلا ملی ہے گذشتہ دو عشروں سے داڑھی، پگڑی، اونچا پاجامہ، نماز، روزہ، تسبیح کا جس طرح مذاق بنایا جاتا رہا اور ہمارے ہر باعمل مسلمان کے اٹھنے، بیٹھنے، کھانسے، ہنسنے اور اونچا بولنے کو دہشت گردی سے (خواہی نخواہی) نتھی کرنے کی ناپاک کوششیں کی گئیں ان میں قدرے کمی آئی ہے۔ مغرب کے نمک خوار میڈیا اور بعض ایسے ہی سیاستدانوں نے بھی حالیہ کرونا وائرس کے پھیلاؤ کی آڑ میں اپنے اسی خبث باطن کو اُگلا ہے اور جانتے بوجھتے مسجد، نماز، دین داری اور تبلیغ سے ذاتی عناد کو زبان اور نوکِ قلم پر لے آئے ہیں اس کے بارے میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ مغرب کی نمک خواری کا قرض (پیشگی ادائیگیوں کی وجہ سے) ابھی بہت سارا باقی ہے جو ابھی آئندہ سالوں میں انہیں ادا کرنا ہے۔

◐ علاقائی اور لوکل میڈیا سے تو کوئی توقع نہیں مگر عالمی میڈیا یقیناً اس موقع پر ایک مڈل کلاس آدمی کو سادہ شلوار قمیص جیکٹ میں ایک تجربہ کار اور اعلیٰ تزویراتی اداروں کا تعلیم یافتہ ماہر مذاکرات و معاہدات جو امریکہ کی نمائندگی کر رہا تھا سے تقابل کرنے اور عزت دینے پر مجبور تھا

★ وَمَكَرُوا وَ مَكَرَ اللّٰهُ وَ اللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ (54:03) ترجمہ: اور وہ ایک چال چلے اور اللہ بھی چال چلا اور اللہ خوب چال چلنے والا ہے۔

اور قطر کے چوکوں اور شاہراہوں پر طالبانِ افغانستان کے ہمدردان کا جمع ہونا عام مسلمانوں کے دلی جذبات کی عکاسی کا نشان تھا۔ کہنے کو امریکہ نے اس واپسی کے معاہدے کو اپنی فتح قرار دیا ہے۔ تاہم گذشتہ برسوں سے سابق امریکی صدر اوباما یا موجودہ صدر ڈونلڈ ٹرمپ کی چوری چھپے کابل اور بگرام آمدورفت اگر فتح کی نشانی ہے تو (خدانخواستہ) شکست ہوتی اور امریکی کیا کرتے ہیں اس کی وضاحت نہیں کی جاسکتی۔

- پورے روئے ارضی پر ظلم کے خلاف لڑنے والے لوگوں، مظلوم طبقات عصر حاضر میں خدا کا نام لینے والے مسلمانوں (حتیٰ کہ غیر مسلم طبقات) کی آزادی کی تحریکوں میں اس واقعہ سے نیا خون اور نیا جذبہ پیدا ہوگا۔

مقبوضہ کشمیر میں محصور 260 دنوں سے مظلوم کشمیری مسلمان عوام جس کرب میں مبتلا ہیں اس پر کرونا وائرس کے پھیلاؤ کا خطرہ کا خوف کا تصور بھی انسان کے رونگٹے کھڑے دینے کے لیے کافی ہے مگر عالمی امن کے ٹھیکیدار لیڈر اقوام متحدہ کا ادارہ، انسانی حقوق کی انجمنیں، عورت کی آزادی کے لیے کپڑے اتار کر سڑکوں پر آنے والی خواتین سمیت دنیا بھر کے سیکولرازم اور لبرل ازم کے دین کے مبلّغوں و وظیفہ خواروں اور میڈیا پرسنز کی آنکھوں میں ابلیسی اور صیہونی ایجنڈے کی مالی سرپرستی کے باعث ایسا موتیا اتر آیا ہے کہ ان کو روہنگیا کے مسلمان، فلسطین کے مسلمان، کشمیر کے مسلمان ـــــ مظلوم نہیں بلکہ ظالم نظر آتے ہیں۔ کرونا وائرس کا بخار اترے گا اور حالات نارمل ہوں گے تو یقیناً طالبانِ افغانستان کی جدوجہد کی کامیابی کے اثرات بچشم سر دیکھنے کو ملیں گے۔ اس معاہدے کی برکات سے دنیا بھر میں مسلم معاشروں میں آزادی کی تحریکوں کو مہمیز ملے گی اور حرم مکی میں حضرت مہدی کا ظہور دمشق میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، افغانستان و پاکستان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معاونت کے لیے لشکروں کی تیاری، غزوۃ الہند کے لیے مقبوضہ کشمیر کی حمایت میں غزنی و قندھار سے احمد شاہ ابدالی کے کسی بیٹے کو 1761ء کے 260 سال بعد اٹھ کر ہند کے مسلمانوں کی مدد کو آنے کے واقعات کا طویل سلسلہ شروع ہوسکتا ہے۔ مقبوضہ کشمیر کا قضیہ برطانیہ کا خود کاشتہ جھگڑا ہے جسے پورے عالم عیسائیت اور UNO کے مستقل ارکان (جو حالیہ عالمی مغرب خدا بیزار تہذیب میں خدائی کے دعویدار ہیں) کی حمایت حاصل ہے۔ یہ جھگڑا ابھی اب حل ہونے

کی طرف بڑھے گا اور تقسیم ہند کے اصولوں کی روح کے مطابق حالات پلٹا کھائیں گے۔

امریکہ کے بانی جارج واشنگٹن (جنہوں نے برطانوی استعمار سے لڑکر آزادی حاصل کی تھی) آج زندہ ہوتے تو وہ یقیناً کشمیریوں کی حمایت کرتے، روہنگیا کے مظلوموں اور فلسطین کے مجبور و مقہور انسانوں کی حمایت میں کھڑے ہوتے شام، عراق، افریقہ اور لیبیا کے در بدر مہاجرین کے حق میں آواز بلند کرتے۔ افسوس کہ اسی امریکہ کی آج کی قیادت جارج واشنگٹن کی سوچ سے ہم آہنگی نہیں رکھتی۔

2 رمضان المبارک 1441ھ

رمضان المبارک کا مہینہ اس دفعہ ایک عالمی وبا کرونا وائرس کے پھیلاؤ اور بے تحاشا خوف کی وجہ سے ایک منفرد رمضان ہی بنے گا، جس میں روایتی سحری وافطاری کے چرچے، رات کی تراویح کی نماز کی ہماہمی، تراویح میں قرآن مجید کے سننے کا شوق، حفاظ کرام کا مساجد میں قرآن مجید کے حفظ کا اعادہ وتکرار، روزانہ گھنٹوں قرآن کے لیے وقف کر دینا، ختم القرآن کی محفلیں، آخری عشرے کی طاق راتوں کی شب بیداریاں، نوافل، اعتکاف کی رونقیں، شبینے، کراچی جیسے بڑے شہروں میں ایم اے جناح روڈ اور برنس روڈ پر تین راتوں میں ختم قرآن کے بڑے اجتماعات، عید کی گہما گہمی اور رونقیں سب کرونا وائرس ایجاد کرنے والوں کی نذر ہو جائیں گے۔

گھروں پر عبادات، نوافل، اعتکاف، تراویح کا اہتمام ضروری ہے اور ہوگا مگر انسان محدود ماحول میں اُکتا جاتا ہے اس کے باوجود قارئین سے التماس ہے کہ جیسا بھی آپ کو ماحول میسر آجائے اللہ تعالیٰ کا شکر کریں کہ اس نے صحت کے ساتھ ایک اور رمضان زندگی میں عطا فرما دیا ہے تاکہ گناہوں سے جلدی حقیقی توبہ کر لی جائے اور اسے مزید نہ ٹالا جائے۔

توبہ کرنے اور اس پر کاربند رہنے کے حوالے سے مختلف طبقات کے مسلمانوں کے لیے مختلف تفصیلات ہیں۔ اصولی طور پر ہر کلمہ گو مسلمان کو اس ماہ مبارک میں نماز پنجگانہ کا اہتمام کرنا چاہیے، روزہ کا اہتمام کرنا چاہیے، تراویح ادا کرنی چاہئیں اور اپنے زندگی کے معمولات اور پیشے کے اعتبار سے متعلقہ گناہوں سے سچی توبہ کرنا چاہیے۔ اس کام کی نگرانی صرف اللہ ہی کرسکتا ہے اور کر رہا ہے اس کا حقیقی نتیجہ تو صرف روز قیامت ہی سامنے آئے گا۔ تاہم عام معاشرتی سطح پر

عیدالفطر کے بعد مسلمانوں کی زندگی میں کیا کیا تبدیلیاں آتی ہیں اس سے حقیقی توبہ کرنے والوں (اور جن کی توبہ قبول ہو چکی ہے) کا ایک ہلکا سا اشارہ ضرور ملے گا۔

اخبارات، رسائل، میڈیا سے پتہ چلے گا کہ کتنے تاجروں نے جھوٹ، ملاوٹ اور کم تولنے سے توبہ کرلی ہے۔ عدالت اور کچہری کے ماحول سے پتہ چلے گا کہ کتنے لوگوں نے جھوٹ بولنے، جھوٹی گواہیاں دینے اور چوری ڈاکے سے توبہ کرلی ہے۔ گھریلو جھگڑوں اور طلاقوں کی شرح میں کتنا فرق آیا ہے۔ فلمی دنیا کے کتنے فلمی ستاروں نے توبہ کر کے ایک سچے مسلمان کی زندگی اختیار کرلی ہے۔ ناچ گانے کا کام کرنے والے افراد کی مصروفیات اور ہالی وڈ بالی وڈ میں غیر مسلم اور اخلاق سوز ماحول میں گھرے کچھ مسلمان افراد کی توبہ سے ان برائی کے اڈوں کی بے رونقی دیکھ کر رمضان کے اثرات کا اندازہ ہوگا۔ عید کے بعد ٹی وی پروگراموں اور ٹی وی چینلز پر ظاہر ہونے والے مرد و خواتین کے لباس اور انداز گفتگو سے بھی اس طبقے میں توبہ کرنے والوں کی شرح کا لوگ مشاہدہ کریں گے۔ اخبارات میں اخلاق سوز ڈراموں فلموں، ڈراموں کے فحش اشتہارات، میگزینوں میں بے وجہ عورتوں کی غیر مناسب تصاویر کی شرح کم ہوگی اور میگزینوں کے صفحۂ اول اسلامی شعائر کے فوٹو نظر آئیں گے تو پرنٹ میڈیا کے مالکان میں سے سچی توبہ کرنے والوں کے اشارات ملیں گے۔ یار زندہ صحبت باقی____جون کا مہینہ دور نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم مسلمانانِ پاکستان کے تمام شعبۂ حیات کے ایک وقیع حصے کو سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

3 جبری گھریلو ISOLATION، کرونا وائرس اور ہمارا میڈیا (اخبارات، ٹی وی، ٹی وی چینلز)

1۔ پاکستان میں (اور دنیا بھر میں) کرونا وائرس کے ظاہر ہونے اور اس کے پھیلانے میں میڈیا کا اتنا زیادہ نمایاں کردار ہے کہ گمان ہونے لگتا ہے کہ کرونا وائرس کی حقیقی وبا ہے بھی سہی یا میڈیا کی پھیلائی ہوئی ایک نفسیاتی کیفیت کا نام ہے۔ مشہور جملہ ہے کہ جھوٹ اس قدر کثرت سے بولو کہ لوگ اس کو سچ سمجھنے لگیں۔ آج کا میڈیا کسی 'خبر' یا 'NEWS' یا 'نئی بات' کی صحت کی تحقیق پر بہت کم توجہ دیتا ہے۔ میڈیا صرف بات کو اِدھر سے اُدھر کرنے، سنسنی پھیلانے اور خوف و ہراس کی

کیفیت پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔

پھر آج کا میڈیا اپنے پاؤں پر نہیں کھڑا بلکہ اِلا ماشاءاللہ SPONSORED ہے اور پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا (سوائے چند استثناءات کے) اپنی RATING بڑھانے اور غیر ملکی NGOs سے اِمداد کے استحقاق کے لیے بات کو پہلے پہنچانا، انوکھی بات کہنا اور لوگوں میں ہلچل مچادینا اپنا طرۂ امتیاز سمجھتا ہے۔ پھر اسی طرح ہمارے میڈیا اور میڈیا پرسنز (MEDIA PERSONS) کی نظریاتی سمت (IDEOLOGICAL ORIENTATION) بالعموم اپنے مربی NGOs کی پیروی میں سیکولر اور لبرل ہی ہے۔

2۔ حالیہ کرونا وائرس کی وباء کے ناگہانی پھیلاؤ اور انسانیت کے لیے کہیں عذاب اور کہیں فتنہ کی کیفیت بن جانے میں میڈیا کا کردار بہت CRUCIAL ہے۔ اُمت مسلمہ بالخصوص پاکستان میں میڈیا نے اس موقع کو مسلمانانِ پاکستان کو مزید سیکولر اور لبرل بنانے اور اسلامی تعلیمات سے دور رکھنے کا کردار ادا کیا ہے اور کر رہا ہے۔

3۔ عالمی، ملکی اور قومی سطح کی وبائیں، مسائل اور مصائب میں انسانی اجتماعیت بالعموم اپنے اپنے مسلک عقیدہ اور نظریے کے مطابق خالق کائنات سے رجوع کرنے کا موقع خیال کرتے ہیں دنیا میں جہاں کہیں بھی مذہب کا عمل دخل ہے وہاں بالعموم اس مذہب کے ماننے والے اپنے خالق و مالک و معبود سے تجدیدِ عہد، استغفار اور توبہ کرتے ہیں اور میڈیا کو یہی ماحول پیدا کرنا چاہیے۔ مگر اللہ بھلا کرے اور ہدایت دے ہمارے میڈیا کے کارفرماؤں کو کہ ____ اس مصیبت کی گھڑی میں (ماسوائے چند استثناءات کے) ہر ایک نے ایک دوسرے سے بڑھ کر پاکستانی معاشرے کو گمراہ کرنے اور خدا سے بیزار کرنے کے ساتھ ساتھ سیکولر، لبرل اور خدا بیزار بنانے کا اہم اور طے شدہ فریضہ سرانجام دیا ہے، جس کے لیے اُن کو سرپرست ادائیگی کرتے ہیں۔ اگر ہمارے میڈیا کی جڑیں اور مالی مفادات کے SOURCES پاکستان اور پاکستانی عوام میں ہی ہوتے تو چاہے دولت بنانے کے لیے سہی وہ پاکستان کے 97% مسلمان عوام کے نظریات و عقائد کا سہارا لے کر عوام کو دین، مذہب، آخرت، اللہ، رسول، قرآن اور احادیث کے ساتھ جوڑنے اور دینی محافل کے فروغ کا سبب بنتے اور ترغیب دیتے۔ مگر ایسی حالات شاذ و نادر ہی نظر

آئے، بلکہ صورت حال یکسر اس کے برعکس نظر آتی ہے۔

4۔ پاکستانی معاشرے میں 97% مسلمان ہیں، معاشرہ دین سے مجموعی طور پر کم لگاؤ رکھتا ہے مگر نظریاتی طور پر کسی مصیبت اور ناگہانی صورت میں وہ اللہ کی طرف ہی رجوع کرتا ہے۔ اس کے نظریات اور اس کی اساسات کا کوئی خاکہ ہر مسلمان کے ذہن میں ہے۔ آج بھی اس کرونا وائرس کے ماحول میں عام مسلم نوجوانوں میں ہی کوئی سروے (SURVEY) کرلیا جائے کہ تمہارا کیا خیال ہے کہ مرنے کے بعد کل قیامت کے دن کونسی اداکارہ، ہالی وڈ یا بالی وڈ کا کونسا فنکار تمہاری شفاعت کرکے تمھیں جنت میں لے جانے کا سبب بنے گا؟ کیا کسی فنکار، فنکارہ، فٹنس ماڈل (FITNESS MODELS)، فلمی مشاہیر، فلمی ستارے، ناچنے گانے والے اداکار، بے حیا، شرابی، بدکار، حرام کار مشاہیر یا معروف کرکٹ سٹارز میں سے تم جنت میں کس کے پڑوس میں رہنا پسند کروگے؟ تو شاید ہی کسی نوجوان کا جواب مثبت ملے۔ بلکہ سب کا جواب یہ ہوگا کہ بھئی یہ صرف شغل میلا ہے، ان فنکاروں میں سے کوئی بھی نہ جنت میں جائے گا اور نہ کسی کی شفاعت کرے گا۔ بلکہ یہ سب کے سب دوزخ میں ہوں گے۔ ایسے معاشرے میں میڈیا نے فلمی ستاروں، ہالی وڈ اور بالی وڈ کے اخلاق باختہ، بے اصول اور لبرل اداکاروں (خواتین وحضرات) کو ہی پاکستانی نوجوان کے لیے رول ماڈل کے طور پر پیش کرکے اپنا کردار ادا کیا ہے اور اپنے آقاؤں کے کھائے ہوئے 'نمک' کو حلال کیا ہے۔ انھوں نے فلمی ستاروں اور کرکٹ کے ستاروں کو بطور آئیڈیل کے اُبھارا ہے، خودساختہ تنہائی (ISOLATION) کے لمحات میں انہی کے انداز کو ڈھونڈھ کر نکال کر لائے ہیں اور بطور آئیڈیل پیش کیا ہے اور اپنے خُبثِ باطن کا مظاہرہ کیا ہے۔

غیر ملکی میڈیا پرسنز کا تو مجھے اندازہ نہیں، مگر پاکستان کے میڈیا کے اہم شخصیتوں کے بارے میں تو یہی لگتا ہے کہ وہ کل کلاں 'مولوی' سے جان چھڑانے کے مشن کے تحت کسی جنازے میں بھی کسی بے لباس فنکارہ سے امامت کا کہہ دیں گے، یا مرنے کے بعد تیسرے دن کے دعائیہ اجتماع میں بھی کسی پرلے درجے کی لبرل فنکارہ کو ہی 'دُعائے مغفرت' کے لیے زحمت دے رہے ہوں گے۔ اَعاذنا اللہ من ذالک۔

اس میڈیا کے دل کے چور کا سراغ اس وقت ملتا ہے کہ جب 'سلمان تاثیر' جیسا بندہ

مرتا ہے تو اس کے جنازہ کے لیے کسی 'مولوی' کی تلاش میں ہوتے ہیں اور 'عاصمہ جیلانی' جیسی خاتون کو بعد از مرگ تکلیف دینے کے لیے بھی جنازے کی نماز کا اہتمام کر دیتے ہیں۔ جو لوگ خود ساری زندگی شعائر دینی کی توہین کرتے نظر آتے ہیں ان کی وفات پر بھی جنازے جیسی عبادت اور 'نماز' کا اہتمام اُن کو دفنانے سے پہلے خود ہی 'عذاب' دینے کے مترادف ہے۔

یہ بات کہ ہر مسلمان نوجوان، بوڑھے، عورت، مرد، بچے کو اپنے اسلام کی حفاظت کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ ایک اہم سوال ہے جو ہر شخص کو آج اس کرونا وائرس کی مصیبت کی گھڑی میں اپنے آپ سے کرنا چاہیے۔ آج سے صرف آٹھ ہفتے پہلے کوئی مسلمان دوسرے کو کہتا کہ میرا دل کرتا ہے کہ کچھ دن الگ بیٹھ جاؤں اور اپنی آخرت کی فکر کروں، مگر وقت نہیں ہے، خاندان ہے، بچے ہیں ان کے رزق کا بندوبست کرنا ہوتا ہے کیا کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی افراتفری کے ماحول میں پوری قوم (80% سے زیادہ افراد کے لیے) بالتنخواہ خود اختیار کردہ مراقبہ (علیحدگی، ISOLATION) کا ایسا انتظام کر دیا ہے کہ نماز بھی گھر ادا کرو اور اپنے اور اپنے زیر کفالت انسانوں کی آخرت، دین اور ایمان کی فکر کرو۔ مگر کتنے لوگ ہیں جو اس صورت کو اس تناظر سے دیکھ کر اس راہ پر سوچ رہے ہیں۔ یہ ممکن تھا کہ اس ماحول میں انٹرنیٹ (کشمیریوں کی طرح) بھی بند ہوتا، اخبارات بند ہوتے، ٹی وی نشریات محدود ہوتیں تو نہ صرف کرونا وائرس کے پھیلاؤ کی رفتار اتنی تیز ہوتی بلکہ لوگ زیادہ خلوص سے (چوری، ملاوٹ، رشوت، کرپشن، ناپ تول میں کمی، بے حیائی، سود، شراب وغیرہ) توبہ کر کے سچے مسلمان بننے کی کوشش کرتے۔ اے کاش کہ ایسا ہوتا۔

4 کرونا وائرس کی وباء کے بعد ــــ دنیا بہت بدل جائے گی

کرونا وائرس کے باعث محرومیاں بڑھیں گی۔ مہنگائی بڑھے گی۔ بے روزگاری بڑھے گی۔ ارتکاز دولت کا فرق آج بھی بہت تکلیف دہ حد تک ظالمانہ ہے دنیا کی ایک فیصد آبادی عالمی دولت کے نصف سے زیادہ پر ناجائز قابض ہے۔ تاہم کرونا وائرس کے خوف کے باعث دنیا میں عالمی سطح پر جو خوف کا ماحول طاری رہے گا اس کے باعث اسرائیل، یہودیوں، ڈالروں میں ارب پتی خاندانوں ملٹی نیشنلز کی اجارہ داری مزید بڑھے گی۔ سود کی معیشت کی گرفت مزید مضبوط ہوگی۔ کرنسی نوٹ غائب کر دیے جائیں گے۔ E-CURRENCY کا دور

دورہ ہوگا E-BANKING ہوگی۔ اگر یہودی عالمی وسائل پر قبضہ کرنا چاہیں بنک دیوالیہ ہوجائیں۔انٹرنیٹ خراب ہوجائے تو دنیا بھر کے تاجر، ارب پتی اور ساھوکار اپنے تصوراتی مال و دولت، سے آن واحد میں محروم ہوجائیں گے۔

یہ سب کچھ پیش خیمہ ہے ایک تیسری عالمگیر جنگ کا جو بہت خوفناک ہوگی۔مشہور مغربی سائنسدان آئن سٹائن (وفات 1953ء) کا جملہ مشہور ہے کہ دنیا میں جس طرح ایٹمی پھیلاؤ بڑھے گا تو یقیناً ایک بڑی خوفناک تیسری عالمگیر جنگ ہوگی جو جدید ترین تباہ کن ٹیکنالوجی کے ذریعے لڑی جائے گی اور دنیا میں انسانی آبادی کا بڑا حصہ تباہ ہوجائے گا۔آئن سٹائن کا کہنا ہے کہ اس کے بعد جو جنگ لڑی جائے وہ یقیناً ڈنڈوں اور لاٹھیوں سے لڑی جائے گی اس لیے کہ انسانیت کے پاس کچھ بچے گا ہی نہیں۔مسلمانوں کے نزدیک بھی مستقبل کا جو تصور ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے اور اسلام پوری دنیا پر غالب ہوجائے گا اور انسانیت امن سکون سے خدا پرستی اور بھائی چارے کی زندگی گزار رہی ہوگی وہ دور بڑا پرسکون ہوگا۔

صرف اس صورت حال کو سمجھنے کے لیے اس امکان کو سامنے لائیں کہ اسلام پوری دنیا پر غالب آجائے، دنیا بھر کے 200 سے زائد مما لک کے پاس فوجی بجٹ ختم ہوجائے کہ جنگ کی ضرورت ہی نہیں رہی رقم (لگ بھگ 6000 ارب ڈالر سالانہ) ترقیاتی اور فلاحی کاموں پر خرچ ہو تو جو امن و سکون و خوشحالی آسکتی ہے وہ انسان کو روحانی سکون دیتی ہے۔جب اسلام کے عالمی غلبے کے دور میں یہ صورت پیدا ہوجائے گی ہر انسان کو کفالت کے نظام کے تحت روٹی، کپڑا، مکان (شادی)، (عام) علاج معالجہ اور ایک حد تک لازمی مفت تعلیم کی سہولت (بلالحاظ مسلک و مذہب ملت و رنگ و نسل و زبان و جنس) حاصل ہوگی۔

تو آیئے ایسے اعلیٰ مشن کے لیے ہمیں سچا مسلمان بن کر اسلام کے عالمی غلبے کے خواب کو حقیقت میں بدل دینے کے لیے جان و مال کھپا دینے کا عزم مصمّم کر کے اپنی زندگی کا رخ تبدیل کر لینا چاہیے۔

کروناوائرس کا ماحول
معمولاتِ زندگی سے کٹ کر خود احتسابی کا ایک نادر موقع

کیا آپ اس موقع پر اپنے آپ کو PASS MARKS دے سکیں گے؟ سوچئے

انجینئر مختار فاروقی

01۔ اس کائنات کے خالق و مالک نے اس کائنات کی تخلیق جن اصولوں پر فرمائی ہے وہ بھی قرآن میں واضح ہیں اس میں جاری مادی قوانین بھی واضح ہیں اور تخلیق انسانی کے ابتدائی مرحلہ پر ہی عَلَّمَ آدَمَ الاَسْمَاءَ کُلَّھَا یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو (طبعی علوم کے) سارے اسماء سکھا دیے تھے۔ البتہ اس سوال کا جواب کہ اس (خالق کائنات) نے یہ دنیا کیوں بنائی ہے اس کا جواب صرف آسمانی ہدایت میں ہی ہے اور انسانی عقل و شعور بڑے غور و فکر سے ہی اس تک پہنچ پاتا ہے۔

سورۂ ملک (67-02) میں فرمایا ہے کہ

اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَ الْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلاً

اس نے موت و حیات کا یہ سلسلہ جاری کر دیا ہے تا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں اچھے اعمال (MAN-LIKE طرز زندگی اور MAN-LIKE BEHAVIOR) کا مالک کون ہے؟

گویا آزمائش اس کائنات کی بنیادی حقیقت ہے اور انسان اس دنیا میں آ کر یہ نکتہ سمجھ جائے تو عام انسانی سطح پر اس زیادہ سمجھ، دانائی اور عقل مندی کا اور کوئی درجہ نہیں ہے۔

02۔ آزمائشیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں اور انسان کی جانچ کے لیے آتی ہیں جیسے ہم بچوں کو سکول بھیجتے ہیں وہاں سارا سال تعلیم ہوتی ہے اکثر سال کے بعد امتحان ہوتے ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ کون کون بچہ اگلی کلاس میں جانے کا اہل ہے اگر امتحان نہ آئیں تو انسان کی

کارکردگی جانچنے کا معیار اور کوئی بن ہی نہیں سکتا اس بات کو ایک شعر میں یوں سمجھا دیا گیا ہے کہ

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب
یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لیے

یہ امتحان، یہ ابتلائیں، یہ آزمائشیں، یہ TEST اور فتنہ کے مواقع انسانوں کو DISCOURAGE کرنے کے لیے نہیں آتے بلکہ آگے بڑھانے کے لیے آتے ہیں اور صلاحیتوں کو نکھارنے کے لیے آتے ہیں 'اردو' و 'پنجابی' میں لفظ 'فتنہ' گالی کے ہم معنی ہے مگر عربی میں صرف آزمائش اور TEST کے لیے آتا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے کہ وہ کسی شخص کے پاس سے گذرے جو یہ دعا کر رہا تھا کہ اے اللہ! مجھے فتنے سے بچا (بڑی عام مانگی جانے والی دعا ہے)۔ آپؓ نے اپنے ساتھی سے کہا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہا ہے کہ اے اللہ! میرے پاس نہ مال ہو اور نہ میری اولاد ہو۔ آپ کے ساتھی نے استفہاماً کہہ دیا کہ وہ کیسے؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ قرآن پاک میں ہے کہ اَنَّمَا اَمۡوَالُكُمۡ وَ اَوۡلَادُكُمۡ فِتۡنَةٌ (16:64) (اے اہل ایمان! بے شک تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ (آزمائش) ہیں)۔ بلکہ یوں دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ! مجھے گمراہ کرنے والے فتنوں سے بچا۔ یعنی ایک طرف شادی کی خواہش، اولاد کی خواہش، مال و دولت کی خواہش دل میں ڈال دی ہے (15:03) اور دوسری طرف اس کو آزمائش قرار دے دیا ہے۔ یعنی ایک چیز تمہاری خواہش بھی ہے ضرورت بھی ہے مگر اس میں تمہاری آزمائش بھی ہے کہ تم کس حد تک اس میں مگن ہو کر باقی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتے ہو کہ نہیں۔

03۔ احساسِ ذمہ داری کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والے ہر موقع کو آزمائش سمجھنا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اس وقت عمل کر کے اس موقع پر سرخرو ہو جانا ہی اصل کامیابی ہے یہی رویہ معقول ہے اور میانہ روی بھی ہے اور اعلیٰ درجات کے حصول کا ذریعہ بھی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی زندگی اس طرزِ عمل کا نمونہ تھی۔ بعض انتہا پسند لوگ ایک انتہا کی طرف اور بعض لوگ دوسری مخالف انتہا پر جا کھڑے ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے بھی گنجائش رکھی ہے اگر وہ اس فیصلے کو نبھا دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی استقامت اور وفاداری بشرط استواری کا صلہ ضرور دے گا

(28:57)۔ کچھ لوگ شادی کر کے اور دنیاداری اور اولاد کی پرورش و بہتری کے لیے حلال وحرام کی تمیز چھوڑ بیٹھتے ہیں اور کچھ لوگ دوسری انتہا پر پہنچ جاتے ہیں کہ شادی اور گھر گرہستی کا جھنجھٹ ہی مول نہیں لیتے (اگرچہ اس کا نبھانا اپنی جگہ مشکل کام ہے)۔اس بات کو فارسی کے اس شعر میں اچھے انداز میں بیان کیا گیا ہے:ے

در میان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
بازمی گوئی کہ دامن ترمکن، ہشیار باش

ترجمہ: مجھے گہرے (اور وسیع) دریا کے وسط میں لکڑی کے تختے سے باندھ دیا گیا ہے اور پھر (اللہ تعالیٰ کا) تقاضا یہ ہے کہ دیکھو تمہارا دامن گیلا نہ ہونے پائے (ذرا) ہوشیار رہو۔

04۔ کرونا وائرس (CORONA VIRUS) بھی اصلاً اللہ تعالیٰ ہی طرف سے آزمائش بن کر آیا ہے اور ہم مسلمانوں کو اس آزمائش سے دوچار کر کے اللہ تعالیٰ نے ہمیں دروں بینی یعنی اپنے اندر جھانکنے (INWARD LOOKING) اور اپنے مسلمانی کے دعووں اور کاموں و کرتوتوں پر نگاہ ڈال کر ان سے دُور بھاگنے، توبہ کرنے اور رجوع الی اللہ کا سبق یاد کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔

05۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیماری اور وائرس کے عنوان سے تنہائی، گھر کے اندر محصور ہو جانے اور غارِ حرا کی سی کیفیت میں اپنے معمولات، طرزِ زندگی، ترجیحات، لائف سٹائل، کمانے کے ذرائع میں حلال وحرام کا لحاظ کرنا اور آخرت کی فکر کرنے جیسے عنوانات پر سوچ بچار کا موقع فراہم کیا ہے (اس میں چند فیصد حضرات کے لیے ذریعہ آمدنی کا ختم ہو جانا، بے روزگاری وغیرہ وغیرہ کے مواقع بھی اہل ثروت کے لیے اپنی تجوریوں میں سے رقم نکال کر اپنے رشتہ داروں، اعزہ واقارب اور محلّہ داروں پر خرچ کرنے کے مواقع بھی پیدا کر دیے ہیں) مگر ہم میں سے اکثر نے اس موقع کو گنوا دیا ہے۔ یہ آزمائش ہے ہفتہ، عشرہ، مہینہ بعد چلی ہی جائے گی دوبارہ زندگی معمول پر آ جائے گی مگر اکثر لوگ نتیجے کے اعتبار سے اس امتحان میں فیل شمار ہوں گے کہ انہوں نے ان حالات میں خود احتسابی اور توبہ کا موقع گنوا دیا ہے۔ اکثر لوگوں نے یہ موقع اس طرح گنوا دیا ہے کہ ہم مسلمانوں میں وہ طبقہ جو ظاہراً صرف چند رسومات، عبادات اور مذہبی تہواروں اور زندگی میں اظہار دولت تک ہی مسلمان ہے اور باقی معاملات میں چوری چھپے ناانصافی، ظلم، دوسروں کا حق مارنا، کاروباری برائیاں مستقل اختیار کر لینا، اقرباء پروری، رشوت،

سود، شراب، بے حیائی فلمیں ڈرامے، ناچ گانا وغیرہ وغیرہ سب کچھ اختیار کر کے سمجھتے ہیں کہ ہم بھی مسلمان ہیں کبھی نماز پڑھ لیتے ہیں جمعہ اور عیدین بھی پڑھ لیتے ہیں بچوں کو قرآن کی تعلیم بھی دلاتے ہیں مگر خود کبھی قرآن سمجھ کر پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی ہمت نہیں کرتے۔

یہ موقع آیا تھا کہ اللہ نے ہمیں مسجدوں سے روک دیا (کرونا وائرس کے باعث علماء حق نے فتویٰ دے دیا) گویا اب احساس یہ ہونا چاہیے تھا کہ کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے در پر آنے اور گھر (مسجد) آنے سے روک دیا ہے، مجھ میں کونسے عیب ہیں، میں ان کو چھوڑوں۔ انسان کمائی کے ذرائع پر نظر ڈالتا جو حرام نظر آئے اس کو چھوڑتا، طرز زندگی یعنی ٹی وی کی فحاشی، موبائل انٹرنیٹ کی بے حیائی سے توبہ کرتا، دیگر منکرات (جو زندگی میں ہیں ان) سے غور وفکر کر کے علیحدگی اختیار کرتا، اپنے گھر والوں کے اخلاق وکردار وسیرت کی تعمیر اور نگرانی پر سوچتا، قرآن سمجھنے، سیرت النبیؐ پڑھنے صحابہ کرام کی زندگیوں سے روشنی حاصل کرنے کی کوشش کرتا، روتا، آنسو بہاتا، گناہوں سے توبہ کرتا، گھر والوں کو تلقین کرتا، اللہ تعالیٰ توبہ قبول فرما کر اس شخص کو بھی اور اہل خانہ کو بھی راہ راست پر لے آتا اور ان کی زندگیوں میں اس 'روحانی قرنطینہ' کے باعث گناہوں کی جان لیوا وبا سے جان چھوٹ جاتی اور آدمی جنت میں جانے بلکہ چند اعزہ واقارب کی شفاعت کرنے کے بھی قابل قرار پاتا والدین کی بخشش کا ذریعہ بن جاتا، مگر افسوس صد افسوس صد افسوس!

06۔ ہم میں سے اکثر ایسے لوگوں نے اس موقع کو ضائع کر دیا۔ نمازیں لڑ کر اور جھگڑے ڈال کر مسجدوں میں جاری رکھیں اور اس پر فخر کرتے رہے جبکہ ہمارے عام ذہنی معیار کے مطابق دین اور ہے اور دنیا اور ہے۔ نماز، روزہ، تسبیحات، استغفار، اشراق، تہجد الگ سے ہے اور کمانا اور مالی بے ضابطگیاں، رہن سہن، فضول خرچی، رسمیں، شادی بیاہ میں نمود ونمائش، فلمیں، ڈرامے، بے حیائی، موبائل کی خرابیاں یہ الگ شے ہیں لہٰذا اکثر لوگوں نے مسجد میں نماز تو پڑھ لی اور علماء کے فتوے کے خلاف کھڑے ہو گئے مگر گھر میں آ کر ٹی وی، ڈرامے، فیس بک، ٹوئٹر، یوٹیوب کی لعنتیں، واٹس ایپ پر بے راہ روی کے سارے کام جاری رکھے۔

افسوس ہم نے اپنی چارپائی کے نیچے ڈنڈا پھیرنے یعنی اپنی ذاتی اور اپنے گھر کی اصلاحِ احوال کا یہ نادر موقع (کہ گھر والے، خواتین، مرد، بچے بچیاں سب اس وقت دل کی نرمی

اور ایک خاص قلبی کیفیت کے ساتھ اصلاح کے لیے آمادہ تھے) ضائع کر دیا۔ اب دوسرا موقع اللہ ہی جانتا ہے کہ کب آئے گا۔ عام حالات میں گھر والوں کو گھر سے ٹی وی نکالنے، موبائل استعمال نہ کرنے سے روکنا بہت مشکل ہے۔

07۔ بڑے خوش نصیب میں وہ لوگ جو اس آزمائش کے موقع پر 'روحانی علیحدگی' میں چلے گئے، گھر میں نمازیں پڑھیں، بچوں کی اصلاح پر توجہ دی، گھر کی خواتین کی اصلاح احوال پر توجہ کی اپنے معمولات، طرز زندگی کمانے کے طریقوں اور تفریح کے طریقوں (ENTERTAINMENT) پر غور کر کے اسلام مخالف اور سنت رسول ﷺ کے مخالف کاموں سے باز آ گئے اور توبہ کر لی اور بڑے بدنصیب ہیں جنہوں نے یہ موقع گنوا دیا اور اپنی اصلاح کی طرف اور فکرِ آخرت کی طرف توجہ نہیں کی۔

08۔ ابھی زیادہ نقصان نہیں ہوا۔ موقع ہے رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ اللہ کی طرف رجوع کرنے، توبہ کرنے گناہوں والی زندگی کو چھوڑنے کے مواقع ہوں گے۔ خود احتسابی کے مواقع ہوں گے اصلاح احوال کے مواقع ہوں گے۔ قرآن مجید باترجمہ پڑھنا شروع کردیں۔ تفسیر کا مطالعہ شروع کردیں، سیرت النبی ﷺ کی مطالعہ شروع کردیں، گھر کے اندر اہل خانہ اور زیر کفالت افراد کی دینی تربیت اور سیرت و کردار سازی کا کام شروع کریں، بہت مواقع ہیں
ع ہر شب، شب قدر است گر قدر دانی۔ اور ہو سکے تو دس دن کا اعتکاف کرنے کا فیصلہ کریں۔

09۔ اگر کرونا وائرس عالمی وبائی صورت حال میں اُمت مسلمہ بالعموم اور مسلمانانِ پاکستان بالخصوص اپنی زندگی میں خود احتسابی کر کے اپنے شب و روز کو اسلام کے مطابق ڈھال لیں اور دین کا جھنڈا اٹھا لیں تو دنیا میں صہیونی ایجنڈا پیچھے رہ جائے گا اور اسلام کی سربلندی کا دور آ جائے گا۔
وما ذالك على الله بعزيز۔

10۔ اللہ تعالیٰ نے خود احتسابی اور اپنی زندگیوں کو سنوارنے کے لیے حضرت محمد ﷺ کو ہمارے لیے نمونہ بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے اصلاحِ احوال کے زریں اصول عطا فرمائے ہیں رجوع الی اللہ کی نیت سے اپنی آئندہ زندگی کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے کیا بات پیش نظر رہنی چاہیے، آپ ﷺ نے ایک فرمان میں اس پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا زندگیوں کو شیطانی (مغربی) انداز سے نکال کر اسلامی انداز میں ڈھالنا ہے تو یہ اصول پیش نظر رکھو۔

خَصْلَتَانِ مَنْ كَانَتَا فِيهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا صَابِرًا، وَمَنْ لَمْ تَكُونَا فِيهِ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا، مَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَاقْتَدٰى بِهٖ، وَنَظَرَ فِي دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ دُونَهٗ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَلٰى مَا فَضَّلَهٗ بِهٖ عَلَيْهِ كَتَبَهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَصَابِرًا، وَمَنْ نَظَرَ فِي دِينِهِ اِلٰى مَنْ هُوَ دُونَهٗ، وَنَظَرَ فِي دُنْيَاهُ اِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَهُ فَأَسِفَ عَلٰى مَا فَاتَهُ مِنْهُ لَمْ يَكْتُبْهُ اللّٰهُ شَاكِرًا وَلَا صَابِرًا ۔ (ترمذی،عن بن عمروؓ)

’’دو باتیں جس شخص میں ہوں اللہ تعالیٰ اس کو شاکر و صابر لکھتا ہے اور جس میں یہ دو باتیں نہ ہوں اللہ اس کو شاکر و صابر نہیں لکھتا: جو شخص دین کے بارے میں اُس کو دیکھتا ہے جو اس سے اعلیٰ درجہ پر ہے پھر اس کی پیروی کرتا ہے اور دنیا کے بارے میں اس کو دیکھتا ہے جو اس سے کمتر ہے پھر اللہ نے اس پر جو فضل کیا ہے اس پر اس کا شکر ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شاکر و صابر لکھتا ہے۔ اور جو اپنے دین کے بارے میں اپنے سے کمتر کو دیکھتا ہے اور دنیا کے بارے میں اپنے سے اعلیٰ کو دیکھتا ہے پھر پیچھے رہ جانے پر افسوس کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ نہ شاکر شمار کرتا ہے نہ صابر‘‘۔

11۔ یہ آپس کی عمومی نفسیات اور مزاج کی بات ہے کہ ہم میں سے اکثر افراد (آج کے مسلمان) اس اوپر درج زریں اصول کے الٹ سوچتے ہیں۔ دین میں اپنے سے نیچے (کم عمل والے کو) دیکھتے ہیں کہ وہ بخشا گیا تو میں ضرور بخشا جاؤں گا اور دنیا میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھتے اور ہائے پیسہ ہائے پیسہ کہہ کر دنیاوی آسائشیں جمع کرنے کے کلچر میں جتے ہوتے ہیں نام غلام مصطفیٰ، غلام رسول، غلام نبی ہیں دراں حالیکہ ہم (حدیث کے الفاظ کے مطابق تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ) غلام ڈالر اور غلام ریال ہیں۔ اعاذنا اللہ من ذالک

12۔ اللہ تعالیٰ ہمارے لیے اس کرونا وائرس کی آزمائش کے دوران خود احتسابی کرنے کی ہمت دے اور توبہ کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہماری آئندہ دنیاوی زندگی میں بھی ’حسنہ‘ آجائے اور آخرت کی زندگی بھی ’حسنہ‘ والی ہو جائے۔ آمین یارب العالمین۔

آنے والے دور میں عالمی سیاست کا مرکز

اصفہان

انجینئر مختار فاروقی

احادیث مبارکہ میں 'دجال' کے فتنہ کا زوردار تذکرہ ہے اور اس سے ہر پیغمبر (علیہ السلام) نے پناہ مانگی ہے۔ اس کے اصفہان سے ظاہر ہونے پر ستر ہزار سیاہ پوش یہودی اس کے ہمراہ ہو جانے کا بھی ذکر ہے۔ جب اس موضوع پر مزید غور کیا مواد اکٹھا کیا تو حاصل مطالعہ فروری 2010ء کے حکمت بالغہ کے شمارے میں شائع ہوا تھا پھر جون 2014ء میں دوبارہ شائع کیا اور اب عالمی SCENARIO کے مزید واضح ہونے پر تیسری بار شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

عالمی حالات ہمہ وقت تغیّر پذیر رہتے ہیں، انسان اس دنیا میں آنکھ کھولتا ہے زندگی کے لمحات گزارتا ہے اور رخصت ہو جاتا ہے۔ انسانوں سے خاندان، قبائل، معاشرے، شہر اور ملک بنتے ہیں اس کے بعد قوموں اور تہذیبوں کا درجہ آتا ہے۔ انسانی زندگی پچاس ساٹھ سال ہوتی ہے جبکہ تہذیبوں کی زندگی پانچ چھ صدیاں ہوتی ہے۔ ماضی میں ہزاروں تہذیبیں اُٹھیں، عروج کو پہنچیں، غرور و تکبّر اور ظلم پر اُتر آئیں اور پیوند خاک ہو گئیں، ایک تبصرے کے مطابق دنیا تہذیبوں کا قبرستان ہے۔ تاہم مشرق وسطی اور اس کے آس پاس کے ممالک کئی لحاظ سے بہت اہمیّت کے حامل ہیں اور طویل انسانی تاریخ رکھتے ہیں۔ اسلام سے پہلے بھی ایران کی حیثیت بہت نمایاں تھی اور روم کے مقابلے میں عالمی طاقت تھی اسلام کی آمد کے ساتھ ایران کی اہمیت اور بڑھ گئی اور اسلامی تاریخ میں بھی ایران کی حیثیّت بڑی نمایاں رہی ہے۔

گزشتہ پانچ چھ صدیوں سے مغرب کی بالادستی کے باعث یورپ اور اب امریکہ عالمی

سیاست پر چھائے ہوئے ہیں اورلندن ،امریکہ اور پیرس میں بیٹھے دماغ ساری دنیا کو کنٹرول کرر ہے ہیں اوراسلام کے دور کے اہم شہراپنی اہمیت کھوبیٹھے ہیں۔کوفہ وبغدادقصہ ماضی بن چکے ہیں۔دورحاضرمیں اب قوت کے نئے مراکز وجودمیں آرہے ہیں۔

علامہ اقبال گزشتہ صدی کے آغاز میں تعلیم کے لئے یورپ گئے تھےاور 1907ء میں واپسی ہوئی۔انہوں نے برطانیہ اور جرمنی میں وقت گذارااور یورپی تہذیب کوقریب سے دیکھااور اپنے ذہن رسا کے ذریعے یورپ کی تیز رفتارترقی کی حقیقت اوراس کے پس پردہ کارفرمانظریات وافکارکوسمجھ لیا۔تعلیمی ضروریات کی وجہ سے انہیں خاص طور پرایران کی تاریخ پڑھنے کا موقع ملااور اس طرح ماضی اورحال کے تقابل سے اسلامی نقطہ نظر سے حالات کا تجزیہ کرنے کا ایسا سلیقہ ہاتھ آیاجس کالوہاآج بھی دنیامانتی ہے۔انہوں نے ایک موقع پرفرمایا تھا۔

طہران ہو گر عالَمِ مشرق کا جنیوا
شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے!

برٹرینڈرسل برطانیہ کا مشہور فلسفی ادیب اور تجزیہ نگار گزرا ہے اس نے (RE-AWAKENING OF EAST) میں لکھا ہے کہ تاریخ میں قوموں کا عروج وزوال مشرق ومغرب میں باری باری یکے بعددیگرے سامنے آتا رہاہےاور یوں کہہ سکتے ہیں کہ تاریخ مشرق ومغرب کے مابین جھولا جھولتی رہی ہے آج سے ستر برس قبل اُس نے لکھاتھا کہ مغرب کے موجودہ عروج کے بعدزوال تولازمی ہے اب دوبارہ مشرق کی باری ہےاوراہل علم دیکھ رہے ہیں کہ اگرچہ وسائل اورزندگیوں کی آسائشوں کے ساتھ طاقت کا توازن ابھی یورپ اورامریکہ کے پاس ہے تاہم مستقبل کے مراکز امارات اور خلیج فارس سے لے کر بحیرۂ روم تک منتقل ہورہے ہیں اورمشرقِ وسطی عالمی سطح پرنگاہوں کے سامنے آگیا ہے۔عراق اورافغانستان میں امریکی مداخلت بھی آنے والے دورمیں اس خطہ کی اہمیّت کے پیش نظر ہےاوراسی مداخلت اور جارحیت کے تحت مستقبل کے دھندلےنقوش واضح ہوناشروع ہورہے ہیں۔

اس تناظر میں ''مشرق وسطیٰ''میں برادر ملک ایران کی اہمیّت نمایاں ہےاورگزشتہ انقلاب کے بعداس نے عالمی سیاست میں اپنی حیثیت کومنوایاہے۔حالیہ امریکی صلیبی یلغار کے

بعد ایران نے جس طرح امریکی دباؤ اور اقوام متحدہ کی پابندیوں کی دھمکیوں کا منہ توڑ جواب دیا ہے وہ اقوام عالم اور بالخصوص دیگر مسلمان ممالک کے لئے حیران کن ہے۔ پاکستان کی طرح ایران کے ایٹمی ہتھیاروں کے بارے میں مغرب کی منافقانہ پالیسی، بلاوجہ سفارتی دباؤ اور بلا جواز عالمی پروپیگنڈا ایران کے استقلال میں کوئی لغزش پیدا نہیں کر سکا۔ اور تاحال کسی دھمکی سے بھی ایران کو جھکا لینے کا امکان نظر نہیں آ رہا۔ (کل کیا ہوگا یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔)''

دارالحکومت تہران کے بعد ایران کا ایک اہم شہر اصفہان ہے جو تاریخی ثقافتی اور مذہبی لحاظ سے بڑا اہم شہر ہے۔ گزشتہ چند سالوں کے دوران کچھ ایک ایسے نکات سامنے آ گئے ہیں جو اوپر درج پس منظر میں نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ قارئین حکمت بالغہ تک بھی یہ حقائق پہنچا دیئے جائیں تا کہ انہیں بھی آئندہ حالات کو سمجھنے اور تجزیہ کرنے میں آسانی رہے۔

جغرافیائی لحاظ سے اصفہان ـــــ موجودہ ملک ایران کا ایک وسطی صوبہ ہے تقریباً 52 درجے طول بلد اور 32 درجے عرض بلد پر واقع ہے۔ اصفہان شہر کی تاریخ تقریباً 2500 سال پرانی ہے اور ثقافتی لحاظ سے بڑا مرکز ہے مساجد اور مدارس کی خوبصورتی کے علاوہ عمومی فن تعمیر میں دنیا کے چند ممتاز شہروں میں سے ایک ہے۔ یہاں کے قالین اور فن تعمیر میں رنگدار روغنی ٹائلیں بہت مشہور ہیں۔ فن تعمیر کے نادر نمونے اس صوبے میں پھیلے ہوئے ہیں نقش جہاں اسکوئر (عام طور پر جسے امام اسکوئر بھی کہتے ہیں) اہم عمارات اور تجارتی مراکز کے درمیان شاہراہوں سے گھرا ہوا ایک وسیع اسکوئر ہے جو غالباً آج بھی دنیا بھر کے مشہور شہروں میں واقع اسکوئروں میں سب سے بڑا ہے۔

مذہبی لحاظ سے بھی یہ شہر بہت اہمیت کا حامل ہے سولہویں صدی میں جب صفوی خاندان کی حکومت بنی اور اس میں استحکام آیا تو اس خاندان کے مشہور بادشاہ اسماعیل صفوی نے اصفہان کو پایۂ تخت قرار دیا اور یوں اس شہر کی ترقی ہوئی، یہاں سے قریب ہی شیعہ مسلک کی قدیم درسگاہیں اور مراکز ہیں، قم 150 کلومیٹر پر ہے ذرا فاصلے پر خمین ہے جہاں مشہور علمی درسگاہیں ہیں۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا کے مؤلف جناب سیّد قاسم محمود صاحب اصفہان کے عنوان سے رقم طراز ہیں:

''وسطی ایران کا ایک شہر، جو اپنی حسین مسجدوں کی وجہ سے مشہور ہے ایک زمانے میں

صفویوں کا دارالحکومت تھا۔اسے بابل کے حکمران نبوکدنضر نے یہودیوں کو بسانے کے لئے آباد کیا تھا۔مسلمانوں نے اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں 19ھ/640ء میں فتح کیا تھا۔طبری کے نزدیک فتح کا سال 21ھ/642ء ہے۔ایک اور روایت کے مطابق ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے نہاوند کے بعد اصفہان کو فتح کیا۔المعتز کے عہد میں ایک بغاوت کے بعد 247ھ/861ء میں اسے دوبارہ فتح کیا گیا۔اس بار شہریوں کی ایک کثیر تعداد قتل ہوئی۔اس وقت وہاں ایک قلعہ نما عمارت موجود تھی نیز شہر کے گرد فصیل تھی،جس میں چار دروازے اور ایک سو منارے تھے۔شہر کے قرب وجوار میں چاندی،تانبے،جست اور سرمے کی کانیں تھیں۔

301ھ/913ء میں یہ شہر سامانیوں کے قبضے میں آیا۔421ھ / 1030ء میں غزنویوں کی قلمرو میں شامل ہوا۔مغلوں کے حملے کے دوران میں شاہ خوارزم سلطان جلال الدین منگو کے زیر کمان اس شہر کی دیواروں تلے ایک بہت بڑی جنگ لڑی گئی۔بعد میں یہ شہر مغلیہ سلطنت کا حصہ بن گیا۔تیمور نے یہاں ستر ہزار شہریوں کا قتل عام کیا۔اس کے بعد کئی حکمرانوں نے یہاں کے باشندوں کا قتل عام جاری رکھا۔نادر شاہ کے عہد میں (1141ھ/ 1829ء) کہیں جا کر یہاں امن ہوا، 1914ء سے 1918ءتک یہ شہر عالمی طاقتوں کی آویزش کا مرکز رہا۔1917ء میں اس پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا تھا۔

تاریخ میں اس شہر کو پہلی بار کسی حکومت کا مرکزی شہر بننے کا شرف عباس اول (1586ءتا1628ء) کے عہد میں حاصل ہوا۔اس نے ایک خوب صورت شہر بنا دیا۔ اس نے دریائے زندہ رود پر تین خوبصورت پل تعمیر کرائے۔نیز ایک عالیشان مسجد بھی تعمیر کرائی۔شاہ صفی اول نے اس پر چاندی کے پترے چڑھوائے۔بعد میں کئی حکمرانوں نے یہاں خوب صورت عمارات تعمیر کرائیں۔جن میں گھنٹہ گھر،شاہی محلات،کاروان سرائے،منار خواجہ عالم،قلعہ تبرک،مدرسہ نادر شاہ،شیخ لطف اللہ کی مسجد، عالی قاپو(سات منزلہ عمارت)،میدان شاہ اور چہار باغ قابل ذکر مقامات ہیں۔

بیسویں صدی کا اصفہان ایک صنعتی شہر کی حیثیت رکھتا ہے۔ رضا شاہ پہلوی کے عہد (1925ء تا 1941ء) میں یہاں صنعتی علاقہ تعمیر کیا گیا۔ یہاں کپڑے کے بے شمار کارخانے قائم ہیں۔ نیز دھات کا بہترین کام ہوتا ہے۔ جس میں چاندی، تانبے اور جست کی صنعتیں قابل ذکر ہیں۔ 1998ء میں آبادی آٹھ لاکھ سے زیادہ تھی۔"

اصفہان ـــــ ایک نادر روزگار شہر اور ثقافتی و مذہبی اہمیت کا حامل صوبہ مستقبل میں عالمی حیثیت اختیار کرنے والا ہے مستقبل سے مراد صرف چند سال بھی ہو سکتے ہیں اور چند عشرے بھی (واللہ اعلم بالصواب) اصفہان کے بارے میں تین مختلف زاویوں یا نقطہ ہائے نگاہ سے اہمیت کے تین پہلو حسب ذیل ہیں۔

بنی اسرائیل یعنی یہود یا صہیونیّت کے نقطہ نظر سے

بنی اسرائیل کی تاریخ چار ہزار سال کا پھیلاؤ رکھتی ہے اور اس کو سمجھنے کے لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے واقعات ملا کر دیکھنا ضروری ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عراق ملک میں تھے جہاں آج سے 4100 سال پہلے نمرود بادشاہ حکمران تھے جو بدترین شرک میں مبتلا تھے۔ اور بت پرستی کا نظام تھا بادشاہ خود بھی خدائی کے دعویدار ہوتے تھے۔

تاریخ انبیاء کے بارے میں قرآن مجید کا بیان یہ ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں اللہ تعالیٰ نے پیغمبری اور کتاب رکھ دی تھی گویا حضرت نوح علیہ السلام کے بعد صرف ان کی اولاد ہی میں نبوت اور رسالت کا سلسلہ جاری ہوا یعنی بعد کی نسل انسانی صرف انہیں کی اولاد پر مشتمل ہے اور دوسرے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کو پیغمبری اور وحی کے لئے منتخب فرما کر اٹھایا تا کہ ایک حزب اللہ بن سکے اس لئے کہ انسانیت اب طفولیت سے نکل کر بلوغ (MATURITY) میں قدم رکھ رہی تھی اور انسانی ہدایت کے باب میں معاملہ ختم نبوت کی طرف جانا تھا جس کے نتیجے میں ختم نبوت کے بعد ہدایت و رہنمائی کے معاملات آخری آسمانی وحی کی روشنی میں اُمت مسلمہ کے ہاتھوں میں آنے تھے اور دوسری طرف ختم نبوت کے نتیجے میں آسمانی مدد کا پہلو بھی انبیاء کرام کے مقابلے میں قدرے ہلکا ہونا فطری بات تھی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے جہاد کے باب کو کھولا اور معجزات یعنی

(DIVINE INTERVENTION) کا پہلو بھی اب ''کرامات'' تک آ گیا۔ مسلم امت کے دنیا میں غلبہ کا انحصار انسانی جدوجہد یعنی جہاد و قتال پر ہو گیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں آباد کیا گیا جہاں چاہ زمزم جاری ہوا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا واقعہ پیش آیا۔ پھر بیت اللہ کی تعمیر اور آبادکاری کا مرحلہ آیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے دوسرے بیٹے حضرت اسحٰق علیہ السلام کو فلسطین (یروشلم) میں آباد کیا تھا اُن کے بیٹے یعقوب علیہ السلام اور پوتے حضرت یوسف علیہ السلام تھے حضرت یوسف علیہ السلام کے دس بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالا جہاں سے وہ مصر پہنچے اور بالآخر مصر کے حاکم بن گئے۔ برادرانِ یوسف کی بے وفائی سے ہی ایک طبقہ پیدا ہوا جو انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات سے بُعد اختیار کرتا چلا گیا مصر میں ہی 1300 ق م میں حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے انہوں نے بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلائی فرعون کی غلامی کے دور میں ہی اہرام مصر کی تعمیر کے دوران بنی اسرائیل میں ایک طبقہ پیدا ہوا جو اللہ اور اس کے رسولوں کا باغی بن گیا اور یہ طبقہ FREE MASONS کے نام سے مشہور ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں بنی اسرائیل کو آزادی ملی تاہم سامری کی شخصیت سامنے آ گئی پھر بنی اسرائیل نے جہاد سے انکار کر دیا صحرائے سینا میں چالیس سال کی سزا پائی پھر جہاد پر راغب ہوئے تو سلطنت ملی جو کئی مرحلوں سے گزر کر حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہت کے دور میں عروج کو پہنچی پھر بنی اسرائیل میں جادو کا زور ہوا ہاروت و ماروت کا واقعہ قرآن مجید میں ہے یہیں سے یہود کے باغی گروہ نے قبالہ نام سے علم ایجاد کیا یعنی علم الاعداد اب تورات کی عبارت نہیں پڑھی جاتی تھی۔ بلکہ تورات کے الفاظ کے (خودساختہ) اعداد پر آیات کا ایک ''نمبر'' عدد بنالیا جاتا تھا جس سے اس آیت کی برکت حاصل کی جاتی تھی (جیسے ہمارے ہاں 786 لکھ کر بسم اللہ شریف مراد لی جاتی ہے)۔

چھٹی صدی ق م میں یہود پر زوال آیا اور انہوں نے قتل انبیاء جیسا جرم شروع کر دیا حق کے انکار کا آخری درجہ کہ حق بات کہنے والے کا نام و نشان ہی مٹا دو تا کہ کوئی حق کا علمبردار سامنے نہ ہو اور باغی لوگ من مانی کرتے رہیں اس پر عراق کے بادشاہ نمرود بخت نصر نے بیت المقدس پر حملہ کیا اور تورات کے بیان کے مطابق بیت المقدس میں چھ لاکھ بنی اسرائیل قتل کر دیے اور چھ لاکھ کو

بھیڑ بکریوں کی طرح قیدی بنا کر عراق لے جایا گیا حضرت سلیمان علیہ السلام کی تعمیر کردہ عبادت گاہ ہیکل سلیمانی کو مسمار کر دیا گیا قرآن پاک میں اس واقعہ کو بنی اسرائیل کے فسق و فجور اور اللہ کی نافرمانی کے ساتھ قتل انبیاء علیہم السلام کی سزا کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ چھ لاکھ یہودیوں کو نمرود بادشاہ بخت نصر نے کئی جگہ پر آباد کیا تھا۔ بنی اسرائیل کی یہ قید 150 سال پر محیط تھی جس میں کئی نسلیں بیت گئیں۔

سیّد قاسم محمود صاحب مؤلف اسلامی انسائیکلو پیڈیا نے اصفہان کی پہلی آبادکاری کے ضمن میں یہود کی اس قید کے زمانے کا ذکر کیا ہے۔ بعد ازاں ایران کے مسلمان بادشاہ کیخورس یا سائرس یا ذوالقرنین نے عراق فتح کیا تو یہود کو آزادی دلائی اور ان کو بیت المقدس میں دوبارہ آباد ہونے میں مدد بھی دی۔ اب یہود میں دینی جذبات تازہ تھے انہیں دوبارہ حکومت بنانے کا موقع ملا مکابی سلطنت کے نام سے سلطنت بنی بیت المقدس کی تعمیر ثانی ہوئی مگر جلد ہی یہ حکومت زوال سے دوچار ہوگئی بنی اسرائیل کے باغی طبقات جو اب قتل انبیاء جیسے جرائم کی وجہ سے حزب الشیاطین کا درجہ حاصل کر چکے تھے سر برآوردہ لوگ تھے لہٰذا سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے غلامی و محکومی سے دوچار کر دیا اور پورے فلسطین کے علاقے پر رومیوں کا قبضہ ہوگیا اس دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائے یہود کے علماء و احبار نے ان کی بات نہ سنی بلکہ اپنی بگڑی ہوئی افتادِ طبع کے زیرِ اثر برناباس کی انجیل کے بیان کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رومیوں کے ذریعے صلیب پر لٹکانے کا اہتمام کر دیا قتل انبیاء کے بعد ''رسول'' کے انکار کے اس ''جرم'' کے نتیجے میں بنی اسرائیل (صہیونی یا فری میسنوں) پر زوال آ گیا ٹائٹس رومی نے یروشلم میں 70ء میں حملہ کیا اور دوسری مرتبہ بیت المقدس گرا دیا گیا۔ یہود کو دیس نکالا دیا اور اس طرح یہود اپنے جرائم اور قتل انبیاء کی وجہ سے عذاب الٰہی کا شکار ہو گئے ہدایت سے محروم ہو کر یہود فلسطین سے بے گھر ہو کر پوری دنیا میں منتشر ہو گئے۔ یہود کا یہ دور انتشار کا دور (DIASPORRA کہلاتا ہے۔ 70ء میں فلسطین سے نکل کر یہودی پوری دنیا میں پھیل گئے۔ مدینہ میں بھی اس دور میں آ کر یہود آباد ہوئے اصفہان میں بھی (سابقہ تعلق کی بنیاد پر) یہود کی پہلی آبادی غالباً 204ء کی ہے۔ یہ طویل ''جملہ معترضہ'' اصفہان اور یہود کے باہمی تعلق کے اظہار کے لئے ضروری تھا ضمنی طور پر یہ بات بھی بنی اسرائیل کے بارے میں سامنے رہے تو آگے کا استدلال زیادہ آسانی سے سمجھ میں آ جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد پر یہود نے من حیث المجموع ان کا صرف انکار ہی نہیں کیا بلکہ ان کو ستایا بھی اور فتویٰ دے کر واجب القتل قرار دیا اور سولی (EXECUTION) کی سزا کے اجراء کے لئے رومی گورنر کے حوالے کر دیا وہ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا اور قرآن مجید کے بیان وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ، کے مطابق کوئی اور شخص ان کی جگہ سولی پر چڑھا دیا گیا۔ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ اس واقعہ کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ تورات اور سابقہ انبیاء کی بشارتوں کے مطابق بنی اسرائیل (یہود) کے نزدیک اصلی عیسیٰ علیہ السلام ابھی آنے ہیں اور یہود ان کے منتظر ہیں (جبکہ مسلمانوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام اُٹھا لئے گئے تھے وہ ابھی زندہ ہیں اور وہ دوبارہ تشریف لائیں گے)

یہود کے نزدیک ان کی مذہبی پیشگوئیوں کے مطابق ابھی ''عیسیٰ'' نامی پیغمبر آنے والے ہیں ان کے بارے میں ان کا اپنا ایک ذہن ہے وہ کہاں آئیں گے اس کے بارے میں ہم مسلمانوں کو معلومات کی حد تک تحقیق و جستجو تو ہو سکتی ہے اور یہ بات فطری ہے کہ پھر حق و باطل کا کوئی معرکہ گرم ہونے والا ہے۔ تاہم اس بارے میں ایک واضح اشارہ چند ماہ پہلے ہی سامنے آیا ہے جس کا تعلق اصفہان سے ہے اور جس کے راوی بھی ایک معتبر شخص ہیں اور زندہ ہیں۔

جناب اوریا مقبول جان ایک معروف صحافی اور لکھنے والے ہیں ان کا یہ کالم روزنامہ ایکسپریس میں چھپا ہے جسے بعد میں ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور نے اپنے شمارے نمبر 27 جولائی 2009ء میں بطور ''کالم آف دی ویک'' کے نام سے شائع کیا ہے۔ ہم ندائے خلافت کے حوالے سے اقتباس یہاں درج کر رہے ہیں۔ یہود کے بارے میں اوپر درج تمہیدی باتیں ذرا ذہن میں تازہ کر کے، سابقہ صدی میں اسرائیل کے فلسطین پر غاصبانہ قبضے کے پس منظر میں اس حوالہ پر غور کیجئے موصوف لکھتے ہیں۔

> ''اسرائیل کے بننے سے پہلے ایران میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ یہودی آباد تھے لیکن وہ اسرائیل کی آبادی کے لئے وہاں چلے گئے مگر انہوں نے ایک شہر کو نہیں چھوڑا اور وہ شہر تھا اصفہان۔ اس وقت وہاں تیس سے پینتیس ہزار یہودی آباد ہیں اور ان کی ایرانی پارلیمنٹ میں ایک نشست ہے اس وقت سیامک موراس رنگ یہودیوں کی

پارلیمنٹ میں نمائندگی کرتا ہے۔ تہران میں گیارہ یہودی عبادت خانے اور تین یہودی سکول ہیں۔ ان کا اپنا اخبار دفاع بنا نکلتا ہے ان کی ایک مرکزی لائبریری ہے اور ایران کا سب سے بڑا خیراتی ہسپتال ڈاکٹر سپئیر یہودی ہسپتال ہے یہ ہسپتال اگرچہ یہودی خیرات سے چلتا ہے لیکن اس کے اکثر مریض مسلمان ہوتے ہیں ان کے نزدیک حضرت دانیال علیہ السلام کا مزار بھی یہاں ہے اور اس مزار پر ایک سبز چادر پڑی ہوتی ہے جس پر وہی ستارہ ہے جو اسرائیل کے پرچم پر ہے جسے حضرت داؤد علیہ السلام کا ستارہ کہا جاتا ہے اس کے علاوہ اور بہت سے ان کے مزارات ہیں جن پر یہ ایرانی یہودی مستقل حاضری دیتے رہتے ہیں۔

مئی 2008ء میں چاہ بہار میں ایک کانفرنس میں شرکت کے بعد جب میں تہران کے ہوٹل میں آیا تو مجھے وہاں آسٹریا کا ایک یہودی ربی (یعنی ان کا مولوی) ملا جو اپنے مخصوص لباس میں ملبوس تھا۔ میں نے پوچھا تم یہاں کس لئے آئے ہو؟ کہنے لگا، میں بین المذاہب کانفرنس میں آیا ہوں میں نے پوچھا، یہاں یہ کانفرنس کیوں؟ اس نے کہا کہ ہماری کتب کے مطابق ہمارا مسیح یہاں سے خروج کرے گا اور ہمیں یروشلم واپس دلائے گا۔''

اور یہ بات اب عام ہے کہ قرآن مجید اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اہل سنت کے عقائد کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کا بھی وقت قریب ہے اور مغرب میں بھی اس موضوع پر مسلسل کتابیں چھپ رہی ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام آیا چاہتے ہیں اور بنی اسرائیل یہود کے اعتقادات کے مطابق ان کے ''مسیح'' کی آمد کا وقت بھی قریب ہے جو اصفہان سے ظاہر ہوگا۔ لہٰذا ـــــ مستقبل قریب میں اصفہان کی عالمی اہمیت اور سیاست کا محور و مرکز قرار پانا لازمی ولابدی ہے۔

اصفہان ـــــ قرآن وحدیث کی روشنی میں اہل سنّت کے نزدیک

مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور آج بھی اپنے اصل متن کے ساتھ موجود ہے۔ علم وہدایت کا منبع بھی یہی ہے اور قانون کا ماخذ اوّل بھی یہی آخری کتاب

ہے۔اہل سنت کے نزدیک قرآن مجید کے بعد علم وقانون کا ماخذ وسر چشمہ احادیثِ رسول ﷺ ہیں جن کے سب سے زیادہ معتبر مجموعے چھ ہیں (صحاح ستہ) صحیح بخاری، صحیح مسلم، صحیح ترمذی، صحیح نسائی، صحیح ابی داؤداور صحیح ابن ماجہ۔ یہ لفظ 'صحیح' جو حدیث کے ساتھ بولا جاتا ہے یہ علم حدیث کی ایک اصطلاح ہے نہ کہ عرفِ عام کا لفظ صحیح کہ اس کے علاوہ باقی سب حدیثیں غلط ہیں۔

صحیح مسلم میں باب الفتن میں قربِ قیامت کے احوال میں کئی احادیث مروی ہیں جن میں ''دجال'' کی آمداوراس کی سرگرمیوں کا تذکرہ ہے اس پس منظر میں یہ حدیث بھی آتی ہے کہ

عن أنس بن مالك رضی اللہ عنہ أنَّ رسُولَ اللّٰه ﷺ قال يَتبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُود اَصْبَهَانَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ (مسلم)

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اصفہان (اصبھـــان) کے یہود سے ستر ہزار دجال کی پیروی کریں گے جنہوں نے (سیاہ) جبّے (GOWN) پہنے ہوں گے''

''دجل'' عربی لفظ ہے اس سے فَعَّال اور کذّاب کے وزن پر ''دجال'' کا لفظ آیا ہے دجال کے لفظی معنٰی ہیں بہت بڑا دھوکے باز۔ یہ دور جس سے ہم گزر رہے ہیں یہ فتنۂ دجال کا دور ہے احادیث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ایک شخص معین بھی آئے گا جو دجال کہلائے گا۔

نبی اکرم ﷺ نے اہل ایمان کے لئے فتنہ دجال کو تاریخ انسانی کا سب سے بڑا فتنہ قرار دیا ہے اور اس دور میں اہل ایمان پر بہت زیادہ مشکلات اور ابتلائیں ہوں گی آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے اور صحیح ترمذی میں روایت ہے کہ

يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدّ

''حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام بابِ لُد پر دجال کو قتل کریں گے''

''لُدّ'' یروشلم کا قدیم شہر ہے جو آجکل اسرائیل میں شامل ہے یہاں اسرائیل کا بہت بڑا ائیر بیس (AIR BASE) ہے یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ''دجال'' کو قتل کر دیں گے گویا اصفہان سے دجال کے نکلنے کے بعد خیر وشر کی قوتیں صف آرا ہوں گی اور دجال کی عملداری اسرائیل تک پھیل جائے گی جہاں خیر وشر کے ایک معرکے میں دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے

ہاتھوں قتل ہو جائے گا۔

اہل سنت کے نزدیک بھی مستقبل قریب میں اصفہان سے لے کر بحیرہ روم تک خیر وشر کا معرکہ بپا ہونے والا ہے جس میں کئی مرحلوں سے گزر کر بالآخر فتح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معیت میں لڑنے والے لشکرِ حق (مسلمانوں) کی ہوگی۔

اثنا عشری شیعہ حضرات کے نزدیک اصفہان کی اہمیت

شیعہ مسلک میں اصفہان کی اہمیت اسماعیل صفوی کا اسے دارالحکومت بنانے سے ہی واضح ہے پھر یہاں نقش جہاں اسکوئر جسے امام اسکوئر بھی کہتے ہیں اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شہر اور بالخصوص امام اسکوئر بہت اہم مقام ہے۔

اثنا عشری شیعہ حضرات امامت کے قائل ہونے کی بنا پر 12 اماموں پر یقین رکھتے ہیں۔ جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لے کر حضرت حسن عسکری رحمۃ اللہ علیہ تک گیارہ نامور شخصیات ان کے نزدیک امامت کے منصب پر فائز تھیں جبکہ بارہویں امام ''مہدی'' پیدا ہوئے تھے اور اس وقت سے اب تک روپوش ہیں۔ شیعہ مسلک کے مطابق انہیں دوبارہ آنا ہے اور یہ ''ظہورِ مہدی'' کا دور شیعہ مسلک کے عروج کا دور ہوگا اور ان پر تاریخ میں جو مشکلات آئی ہیں ان کا ازالہ بھی اسی دور میں ہوگا۔

اصفہان کی اہمیّت اس وجہ سے بھی ہے کہ امکان غالب ہے کہ شیعہ مسلک کے مطابق ان کے ظاہر ہونے والے بارہویں امام اسی علاقے میں آئیں گے لہٰذا اس پہلو سے بھی اصفہان کی اہمیت نوشتۂ دیوار (WRITING ON THE WALL) ہے کہ شیعہ مسلک کا تابناک مستقبل اسی علاقے سے وابستہ ہے اور یہ علاقہ ان کی اُمّیدوں کا مرکز ہے۔

مستقبل میں عالمی، مقتدر اور مذہبی اہمیتّ کی حامل تین شخصیات اصفہان کے علاقے سے ظہور پذیر ہوں گی۔ یعنی بنی اسرائیل (یہود) کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جن کا ذکر ان کی کتابوں میں ہے)، اہل سنت کے نزدیک دجال اور اثنا عشری شیعہ حضرات کے نزدیک ان کے ایک امام غائب کا ظہور ہوگا جو ان کے نزدیک بارہویں امام ہیں اور 'امام مہدی' کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں۔ لہٰذا ـــــ اس علاقے کا آنے والے دور میں عالمی اہمیت اختیار کر جانا اور

عالمی سیاست کا مرکز ومحور قرار پانا ایک یقینی امر ہے۔ یہ تینوں عالمی شخصیات بیک وقت ظاہر ہوتی ہیں یا کسی خاص خدائی تدبیر کے تحت آگے پیچھے یا وقفے وقفے سے یکے بعد دیگرے یہ مستقبل کی بات ہے اوراس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔اتنی بات یقینی ہے کہ خیر وشر کا ایک بڑا معرکہ مشرق وسطیٰ کے علاقے (اوراس سے ملحقہ ملکوں) میں ہوگا جس سے اولاً بہت بڑی تباہی آئے گی اور بالآخر مسلمانوں کے حق میں خیر برآمد ہوگا۔

ہماری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آنے والے ان حالات میں مسلمانوں کے دین وایمان کی حفاظت فرمائے انہیں فتنہ کے دور میں حق کا ساتھ دینے کی توفیق دے اوراس معرکے کو اُمتّ مسلمہ کے لئے فتح وکامرانیاں کی نوید بنادے (آمین)

(یادرہے کہ اہل سنت کے نزدیک بھی قربِ قیامت میں ایک مسلمان رہنما سامنے آئے گا جو مسلمانوں کو فتح دلائے گا مگر وہ مکّہ مکرمہ کے علاقے میں ہوگا اس کا لقب بھی احادیث میں ''مہدی''یعنی ہدایت یافتہ آیا ہے اس سے غلط فہمی کا امکان ہے جسے دور کر لینا چاہیے)۔

ہمیں ان سطور کے لکھنے اور اصفہان کو عالمی سیاست کا مرکز قرار پانے سے صرف اتنی دلچسپی ہے کہ یورپی استعمار کا خاتمہ ہوگا اور امریکی بے رحم،ظالم اور انسان نما حیوان (BEASTS) کار پردازوں اور منصوبہ سازوں کا غرور واستکبار خاک میں مل جائے گا اور ایرانی صدر کے ایک اخباری بیان میں دی گئی دھمکی (اور خواہش) پوری ہو جائے گی کہ اسرائیل (صہیونیت) کا وجود صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔ بقول برٹرینڈ رسل مغرب سے طاقت واقتدار کا ''ہما'' مشرق میں آجائے گا اوراس طرح آنے والے دور میں سیکولرازم کی جگہ خدا پرستی اور لبرل ازم کی جگہ شرم وحیا اوراخلاق کا دور دورہ ہوگا جس سے صرف اس علاقے کے لوگ ہی نہیں کل روئے ارضی پر موجود ساری انسانیت سکھ کا سانس لے سکے گی اور انسانی اخوت، مساوات اور حقیقی آزادی کا خواب حقیقت بن جائے گا۔ بقول اقبال

پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغامِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی

عظمتِ صوم

حدیث قدسی ﴿وَاِنَّہٗ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ﴾ کی روشنی میں

ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

اس مختصر مگر حقیقتاً بہت اہم تحریر میں بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے حقیقت انسان کے قرآنی اور اسلامی تصور پر روشنی ڈالی ہے جو گزشتہ چودہ صدیوں سے مسلمانوں میں دینی تصورات کا جزوِ لاینفک ہے اگرچہ عصر حاضر کے مغربی علوم اور حالیہ صنعتی ترقی کے ماحول میں بعض بنیاد پرست مصلحین اُمت بھی لادین افکار سے متأثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے اس تحریر میں ان کی صحیح صحیح نشاندھی کر دی گئی ہے۔ یہی حقیقتِ انسان کا قرآنی تصور ڈاکٹر رفیع الدین کے WHAT IS MAN کے عنوان سے سامنے آتا ہے۔ ایک دوسرے مضمون میں انہوں نے اسے مستقبل میں انسانیت کی پہچان اور نعرہ (SLOGAN) کہا ہے۔ اسی بات کو علامہ اقبال نے اعلیٰ علمی سطح پر 'اسرارِ خودی' اور رموزِ بیخودی کے نام سے دنیا کو مشرق کا پیغام یعنی مذہب اسلام کی طرف سے ڈارون، فرائڈ کارل مارکس کے انسان کے تصور کی بجائے اسلام کے حقیقی تصور انسان کی طرف دعوت دی ہے۔ اس کتاب کا اسی زمانے میں علامہ اقبال کے استاد پروفیسر نکلسن نے انگریزی میں ترجمہ SECRETS OF SELF کر کے خوب خراجِ تحسین پیش کیا۔ حقیقت میں حالیہ مغربی فکری تہذیبی بالادستی اپنے انجام کو پہنچنے والی ہے جس کے بعد اسلام کا حقیقی تصورِ انسان سامنے آئے گا جو مستقبل کا نظریہ ہوگا۔ اسی فلسفے کی تشریح حکمت اقبال نامی کتاب میں ہے۔ یہی فلسفہ

IDEOLOGY OF FUTURE نامی کتاب کا حاصل ہے، اسی حقیقت کی تعلیم و اشاعت کے لیے ڈاکٹر رفیع الدین کی کتاب FIRST PRINCIPLES OF EDUCATION میں مستقبل کے نظام تعلیم کا خاکہ پیش کیا، اسی منزل کی طرف ڈاکٹر اسرار احمد کے اس کتابچہ 'عظمتِ صوم' میں رہنمائی کی گئی ہے، یہی تعلیمات اسلام کا طرہ امتیاز ہیں۔ علامہ اقبال، ڈاکٹر محمد رفیع الدین اور ڈاکٹر اسرار احمد نے یہی باتیں علمی سطح پر کی ہیں۔ مَطْلُوْبُهُمْ وَاحِدٌ وَعِبَارَاتُهُمْ شَتّٰى ہے۔ مستقبل کا تصوف اور انسانی روحانی تربیت بھی اعلیٰ علمی سطح پر اسی حقیقتِ انسان کے فروغ سے وابستہ ہے۔ اسی طرز فکر کے پھیلاؤ، اسی فکر پر مبنی نظامِ تعلیم کے فروغ اور اس سے فارغ التحصیل لوگوں کے ہاتھوں میں جلد ہی عالمی سطح پر اجتماعی معاملات کے آنے کو ہی عالمی نظام خلافت یا عالمی اسلامی جمہوری فلاحی ریاست کہا جائے گا۔ وَمَا ذَالِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ (ادارہ)

جملہ عباداتِ اسلامی ـــــ صلوٰۃ و زکوٰۃ اور صوم و حج ـــــ میں سے عبادتِ صوم کو یہ خصوصیت حاصل ہے کہ اس کے بارے میں متعدد روایات کی رُو سے، جن میں بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت بھی شامل ہے، ایک حدیثِ قدسی میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ:

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ

روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا دوں گا

جنہیں بعض لوگوں نے اعراب کے ذرا سے فرق کے ساتھ یوں بھی پڑھا ہے کہ:

اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِهٖ

روزہ خاص میرے لیے ہے اور میں خود ہی اس کی جزا ہوں!

یہاں فطری طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا نماز خدا کے لیے نہیں؟ اسی طرح کیا زکوٰۃ اور حج اللہ کے سوا کسی اور کے لیے ہیں؟ ظاہر ہے کہ ان سوالوں کا جواب صرف نفی ہی میں دیا جا سکتا ہے۔ قرآنِ حکیم کے واضح ارشادات ہیں:

۱۔ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰهٰ: ١٤)

اور قائم کر نماز میری یاد کے لیے!

۲۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْالِلّٰهِ قَانِتِينَ۔(البقرة: ۲۳۸)
محافظت کرو نمازوں کی۔اور خاص طور پر نمازِ وسطیٰ کی اور کھڑے رہو اللہ کے لیے پوری فرمانبرداری کے ساتھ!

۳۔ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (ال عمران: ۹۷)
اور لوگوں کے ذمے ہے اللہ کے لیے حج بیت اللہ۔ جو کوئی بھی استطاعت رکھتا ہو اس کے سفر کی

۴۔ وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ (البقرة : ۱۹۶)
اور پورا کرو حج اور عمرے کو اللہ کے لیے

۵۔ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا (الدھر: ۹)
ہم کھانا کھلاتے ہیں تمہیں صرف اللہ کی رضا جوئی کے لیے،اور تم سے طالب ہیں نہ کسی جزا کے، نہ شکریے کے!

اس اشکال کا ایک سطحی سا حل بعض حضرات نے اس طرح کرنے کی کوشش کی ہے کہ روزے میں ریا ممکن نہیں ہے جب کہ بقیہ تمام عبادتوں میں ریا کا امکان ہے، اس لیے کہ روزے کی کوئی ظاہری صورت نہیں ہے جو لوگوں کو نظر آ سکے بلکہ وہ ایک راز ہے عبد اور معبود کے مابین۔ ظاہر ہے کہ یہ توجیہ بالکل بے بنیاد ہے اس لیے کہ نماز میں ریا یہی تو ہے کہ پڑھے تو انسان نماز ہی لیکن خالصتہً لِوجہِ اللہ نہ پڑھے بلکہ اس میں لوگوں کو دکھانے کی نیت شامل ہو جائے بعینہٖ یہی معاملہ روزے کے ساتھ بھی ممکن ہے......رہی دوسری انتہائی صورت کہ انسان روزے سے نہ ہو اور لوگوں سے کہے کہ میں روزہ سے ہوں تو یہ ریا نہیں دھوکا اور فریب ہے اور اس کے مقابل کی صورت نماز کے معاملے میں یہ ہوگی کہ کوئی ظاہراً تو نماز کے لیے دست بستہ کھڑا ہو جائے لیکن بجائے سورۃ فاتحہ کے کوئی عشقیہ اشعار شروع کر دے۔ یا نعوذ باللہ من ذالک، خدا تعالیٰ اور رسولؐ کو گالیاں دینا شروع کر دے!......پھر ایک نصِ قطعی کے طور پر موجود ہے وہ حدیث بھی جس کی رُو سے آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

مَنْ صَلّٰى يُرَائِي فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِي فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ

يُرَائِى فَقَدْ اَشْرَكَ (رواهُ احمد، مشكوة باب الرياء والسمّعه)

جس نے نماز پڑھی دکھاوے کے لیے وہ شرک کر چکا، اور جس نے روزہ رکھا دکھاوے کے لیے وہ شرک کر چکا اور جس نے خیرات دی دکھاوے کی غرض سے وہ بھی شرک میں ملوث ہو چکا!

اس حدیثِ قُدسی کا یہی وہ اشکال ہے جس کے باعث یہ عام واعظین کے مواعظ میں تو بیان ہو جاتی ہے لیکن اسلام کے جدید 'مفکرین' کی تحریر وتقریر میں بار نہیں پاتی۔ اس لیے کہ واقعہ یہی ہے کہ دین کے بہت سے دوسرے لطیف تر حقائق جیسے عہدِ اَلَست، وَحی، اِلہام، کشف اور رُوَیائے صادقہ وغیرہ کی طرح اس حدیثِ قُدسی کی حقیقت بھی ان لوگوں پر منکشف نہیں ہو سکتی جو دَورِ حاضر کے مادّہ پرستانہ اور عقلیّت پسندانہ رُجحانات کے زیرِ اثر رُوحِ انسانی کے جسدِ خاکی سے علیحدہ مستقل وجود اور جُداگانہ تشخص اور اس کے ذاتِ باری کے ساتھ خصوصی ربط وتعلق کے یا تو سرے سے قائل ہی نہیں ہیں یا کسی درجے میں ہیں بھی تو اُس کے اعتراف واعلان میں جھجک اور حجاب محسوس کرتے ہیں! بقول اکبر الٰہ آبادی:

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں
کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

اس لیے کہ اس حدیثِ قُدسی کی واحد ممکن توجیہ یہ ہے کہ روزہ روح کے تغذیہ وتقویت کا ذریعہ ہے جسے ایک تعلق خاص اور نسبت خصوصی حاصل ہے ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ لہٰذا یہ گویا خاص اللہ کے لیے ہے جس کی جزا وہ بطورِ خاص دے گا۔ یا یوں کہہ لیں کہ چونکہ اس کا حاصل ہے تقرب اِلی اللہ تو گویا اللہ خود ہی بنفسِ نفیس اُس کی جزا ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ 'اَرواحِ انسانی' کا ایجاد و اِبداع 'اَجساد' کی تخلیق سے بہت پہلے ''جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ'' (مُسلم عن ابی هُريرةؓ) کی صورت میں ہوا اور حضرت آدم علیہ السلام کی عالمِ اجساد میں تخلیق سے بہت قبل خود اُن کی اور اُن سے لے کر تا قیامِ قیامت پیدا ہونے والے تمام انسانوں کی ارواح مستقل جداگانہ تشخص اور پورے شعورِ ذات اور فیما بین جملہ امتیازات

کے ساتھ موجود تھیں۔

اس حقیقت کے ادراک وشعور کے بغیر، واقعہ یہ ہے کہ عہدِ اَلَست کا وہ اہم واقعہ جسے قرآن مجید نے بڑے اہتمام اور شدومد کے ساتھ بیان کیا ہے اور جسے محاسبہ اُخروی کے ضمن میں ایک اہم حجت قرار دیا ہے یا تو محض تمثیل واستعار قرار پاتا ہے یا پھر اس کے بارے میں اچھے اچھے مصنّفین کے قلم سے بھی نادانستہ انتہائی لغو اور مہمل جملے نکل جاتے ہیں۔(1) سیدھی سی بات یہ ہے کہ یہ عہد اجسادِ انسانی کی تخلیق سے قبل عالم ارواح میں ارواح انسانی نے پورے ہوش اور شعور کے ساتھ کیا اور میدانِ حشر میں جب تمام نسلِ انسانی دوبارہ(2) ”جُنُودٌ مُّجَنَّدَة“ کی صورت میں اپنے خالق کے سامنے پیش ہوگی تو یہی عہدِ اَلَست ان کے خلاف حجت اولیٰ کے طور پر پیش ہوگا! (”مبادا تم کہنے لگو قیامت کے دن کہ ہم کو اس کی خبر ہی نہ تھی یا یوں کہنے لگو کہ اصل میں تو شرک کا ارتکاب کیا تھا ہم سے بہت پہلے ہمارے آباء واَجداد نے اور ہم تو بعد میں ان کی نسل میں پیدا ہوئے تھے!“ (سورۂ اعراف آیات ۱۷۲،۱۷۳)

اسی طرح اس حقیقت کو جانے اور مانے بغیر کوئی توجیہ ممکن نہیں اِن متعدد احادیث کی جن سے واضح ہوتا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نہ صرف یہ کہ خلق کے اعتبار سے سب پر مقدم ہیں بلکہ آپ اس وقت بھی نبی تھے جبکہ ابھی جسد آدمؑ تخلیق وتسویہ کے مراحل سے گزر رہا تھا۔ اس سلسلے میں اس روایت سے قطع نظر جس میں ”اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰهُ نُورِیْ“ کے الفاظ وارد ہوئے ہیں اس لیے کہ وہ محدثین کرام کے نزدیک مستند نہیں ہے، آخر اس حدیث کی کیا توجیہ ممکن ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَتٰی وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ وَاٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہؓ نے دریافت کیا: یا رسُول اللہ آپ کو نبوت کب ملی؟ فرمایا اس وقت جبکہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے (یعنی ان میں روح نہیں پھونکی گئی تھی!) (ترمذی بحوالہ ترجمان السنہ اول)

ظاہر ہے کہ اس کی ایک ہی توجیہ ممکن ہے اور وہ یہ کہ اجسادِ انسانی کی تخلیق سے بہت قبل

ارواحِ انسانی خلعتِ وجود سے مشرف ہوچکی تھیں اور ان کے مابین مراتب و مناصب کے جملہ امتیازات بھی موجود تھے۔!

بعدازاں جیسے ہی آدم کے جسد خاکی کا ہَیُولیٰ تخلیق و تسویہ کے طویل مراحل طے کر کے اس قابل ہوا کہ روحِ آدم اس سے ملحق کی جا سکے تو نفخِ روح ہوا اور روح و جسد کا یہ مجموعہ مسجودِ ملائک قرار پایا بفحوائے آیاتِ قرآنی:

۱۔ وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ (الحجر:۲۸،۲۹)

اور (یاد کرو) جب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے، میں پیدا کرنے والا ہوں اس سَنے ہوئے گارے سے جو سوکھ کر کھنکھنانے لگا ہے ایک بشر، تو جب مَیں اسے پوری طرح مکمل کر چکوں اور اس میں اپنی رُوح میں سے پھونک دوں تو گر پڑنا اس کے لیے سجدے میں۔

۲۔ اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ ٥ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِيْنَ ٥ (ص: ۷۱،۷۲)

اور (یاد کرو) جب کہا تیرے رَب نے فرشتوں سے، میں بنانے والا ہوں مٹی سے ایک بشر۔ تو جب میں اسے پوری طرح بنا کر درست کر دُوں اور پھونک دوں اس میں اپنی روح میں سے تو گر پڑنا اس کے لیے سجدے میں۔

اور پھر پوری نوعِ انسانی کو صُلبِ آدم سے متعلق کر دیا گیا۔ چنانچہ جیسے جیسے ارحامِ اُمہات میں افرادِ نوعِ انسانی کے اجساد تیار ہوتے رہے ایک خاص مرحلے پر جنودِ ارواح میں سے ایک ایک روح ان کے ساتھ متعلق کی جاتی رہی۔ جس کو تعبیر کیا سورۂ مومنون میں "خَلْقًا اٰخَرَ" کے الفاظ مبارکہ سے اور جس کی خبر دی مزید وضاحت کے ساتھ صادق و مصدوق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے۔ از روئے آیات و حدیث مندرجہ ذیل:

۱۔ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ٥ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ٥ ثُمَّ سَوّٰهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِه (السجدہ: ۷،۸،۹)

اور اس نے انسان کی تخلیق کا آغاز کیا مٹی سے، پھر چلائی اس کی نسل نچڑے ہوئے بے قدر پانی سے۔ پھر اس کو درست کیا پوری طرح اور پھونکا اس میں اپنی روح میں سے!

۲۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ o ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ o ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ق ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ط فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ o(المؤمنون: ۱۲ تا ۱۴)

اور ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے خلاصے سے۔ پھر کر دیا ہم نے اس کو ایک بوند جمے ہوئے ٹھکانے میں، پھر بنایا اس بوند سے ایک علقہ اور پھر بنایا اس علقہ سے ایک لوتھڑا، پھر بنائیں اس لوتھڑے سے ہڈیاں، پھر پہنایا ہڈیوں کو گوشت۔ اور پھر اٹھایا اسے ایک اور ہی اٹھان پر۔ سو بڑا ہی بابرکت ہے اللہ سب سے اچھی تخلیق فرمانے والا۔!

۳۔ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍؓ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ هُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ: ((اِنَّ اَحَدَكُمْ يُجْمَعُ خَلْقُهٗ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يُرْسَلُ اِلَيْهِ الْمَلَكُ فَيَنْفُخُ فِيْهِ الرُّوْحَ (رواه البخاری و مسلم)

ابوعبدالرحمٰن ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سچے ہیں اور ان کی سچائی مُسلّم ہے کہ: ''تم میں سے ہر ایک کی تخلیق رحمِ مادر میں چالیس دن تو نطفے کی صورت میں ہوتی ہے، پھر اتنے ہی دن علقہ کی صورت میں، پھر اتنے ہی دن مضغہ کی صورت میں۔ پھر اس کے بعد ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو اس میں رُوح پھونکتا ہے (اس حدیث کو روایت کیا امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے)

واضح رہے کہ یہاں روح سے مراد زندگی لینا بہت بڑا مغالطہ ہے اس لیے کہ بے جان تو نہ وہ ''بَيْضَةُ الْاُنْثٰی'' ہی ہوتا ہے جو طویل مسافت طے کر کے رحم میں پہنچتا ہے اور نہ ''نُطْفَةُ

الرَّجُل“ جونہایت جوش وخروش سے حرکت کرتے ہوئے پوری قوت کے ساتھ اس میں داخل ہوتا ہے۔رہے علقہ اور مضغہ تو ان میں تو نشو ونما کا خالص حیاتیاتی عمل انتہائی زور شور سے جاری ہوتا ہے۔لہٰذا یہاں بے جان مادے میں زندگی پھونکنے کا کوئی سوال نہیں بلکہ جسدِ انسانی کے ساتھ جو تخلیق وتسویہ کے مراحل طے کررہا ہے روحِ انسانی کے الحاق کا معاملہ ہے،فافھم و تدبر!

اب آیئے اصل موضوع کی طرف!

حقیقت یہ ہے کہ انسان ایک مرکب وجود کا حامل ہے جو دو اَجزاء پر مشتمل ہے: ایک اس کا وجودِ حیوانی جو مجموعہ ہے جسم اور جان یا جسد وحیات دونوں کا اور دوسرے روحِ انسانی(3) جس کے شرف ومجد کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی ذات کی طرف نسبت دی! (وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُّوحِيْ!) ایک کا تعلق ہے عالمِ خلق سے جس میں تخلیق وتسویہ کا عمل لازماً تدریج وارتقاء کے مراحل سے ہوکر گزرتا ہے، جب کہ دوسرے کا تعلق ہے عالمِ امر سے جہاں ابداع اور ایجاد وتکوین کا ظہور کن فیکونی شان کے ساتھ ہوتا ہے بمصداق الفاظِ قرآنی:

۱۔ وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ (بنی اسرائیل:۸۵)

اور پوچھتے ہیں تم سے روح کے بارے میں۔کہو روح میرے ربّ کے امر سے ہے!

۲۔ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ (القمر:۵۰)

اور نہیں ہے ہمارا امر مگر بس ایسے جیسے ایک لپک نگاہ کی!

۳۔ اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ (یٰس:۸۲)

اور اس کے امر کی شان تو یہ ہے کہ وہ بس کہہ دیتا ہے کہ ہو جا اور ہو جاتا ہے!

مزید برآں ـــــ ایک کا رجحان ہے عالمِ سفلی کی طرف جبکہ دوسرے کی پرواز ہے عالمِ علوی کی جانب، بلکہ ایک بالقوہ ”اَسْفَلَ سَافِلِين“(4) کے حکم میں ہے تو دوسرے کا اصل مقام اعلیٰ ”عِلّيين“(5) میں ہے،ایک خاکی الاصل ہے اور ”كُلُّ شَيْءٍ يَرْجِعُ اِلٰى اَصْلِهٖ“(6) کے مصداق ”وَلٰكِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ“(7) کی مکمل تصویر،جبکہ دوسرا نوری الاصل اور ع : ”اپنے مرکز کی طرف مائل پرواز تھا حسن!“ کے مصداق ہمیشہ عالمِ بالا کی جانب

مائل ومتوجہ۔ ایک خالصتاً حیوانات کی سطح پر ہے تو دوسرا فرشتوں کا ہم رتبہ ہی نہیں بالقوہ ان سے بھی آگے! بقولِ شیخ سعدیؒ ؎

آدمی زادہ طُرفہ معجون است از فرشتہ سرشتہ و ز حیواں

گویا دونوں باہم متضاد و متصادم ہیں۔ چنانچہ ایک تقویت پاتا ہے تو دوسرا لازماً مضمحل ہوتا ہے اور ایک کا دباؤ بڑھے تو دوسرے کا کچلا جانا لازمی ہے! چنانچہ بطن وفرج کے تقاضوں کی بھرپور تسکین اور کثرتِ آرام و استراحت سے روح مضمحل ہوتی چلی جاتی ہے، حتیٰ کہ وہ وقت بھی آجاتا ہے جب انسان کا جسد خاکی چلتا پھرتا اور کھاتا پیتا الغرض ہر اعتبار سے زندہ ہی نہیں خوب فربہ وتوانا نظر آتا ہے درآنحالیکہ اس کی روح، کمزور اور لاغر ہوتی ہوتی بالآخر سسک سسک کر دم توڑ دیتی ہے اور جسد انسانی اس روح کے لیے چلتی پھرتی قبر بن کر رہ جاتا ہے۔ بقول علامہ اقبال(8) ع ''روح سے تھا زندگی میں بھی تہی جن کا جسد!'' اور بفحوائے الفاظِ قرآنی:

اِنَّكَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰى وَلَا تُسۡمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ (النمل:۸۰،الروم:۵۲)

یقیناً (اے نبی) تم نہیں سنا سکتے (اپنی بات) مُردوں کو اور نہ سنا سکتے ہو (اپنا پیغام) بہروں کو!

افسوس کہ دورِ حاضر میں مادہ پرستانہ نقطۂ نظر کے تسلط کے باعث رُوح اور جسد کے جداگانہ تشخص اور اُن کے تقاضوں کے باہم متضاد و متصادم ہونے کا شعور وادراک عوام تو کجا خواص تک کو حاصل نہیں رہا۔ حتیٰ کہ بہت سے جدید 'مفکرینِ اسلام' تو اس حقیقت کبریٰ کا ذکر بھی بطرزِ استہزاء واستحقار کرتے ہیں۔ چنانچہ عصرِ حاضر کے ایک بہت بڑے 'مفکرِ اسلام' (9) ''اسلام کا روحانی نظام'' کے عنوان سے ایک نشری تقریر میں فرماتے ہیں:

''فلسفہ ومذہب کی دنیا میں عام طور پر جو تخیل کارفرما ہے وہ یہ ہے کہ رُوح اور جسم ایک دوسرے کی ضد ہیں، دونوں کا عالم جدا ہے۔ دونوں کے تقاضے الگ بلکہ باہم مخالف ہیں...... اسلام کا نقطۂ نظر اس معاملے میں دنیا کے تمام مذہبی اور فلسفیانہ نظاموں سے مختلف ہے......''

اس ضمن میں انہوں نے 'دنیا پرستی' اور 'ترکِ دنیا' کی دو انتہائی صورتوں کی جو تردید

کی ہے وہ اصولاً بالکل درست ہے لیکن حیرت ہوتی ہے کہ ان کی توجہ اس حقیقت کی جانب کیوں منعطف نہ ہوئی کہ انسانی تاریخ میں ان دونوں انتہاؤں کی موجودگی بجائے خود اس کا ثبوت ہے کہ انسانی شخصیت میں دو بالکل متضاد اور مخالف قوتیں کارفرما ہیں، جن کے مابین مسلسل رسہ کشی جاری رہتی ہے۔ چنانچہ کبھی ایک کا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے کبھی دوسری کا۔ بقول علامہ اقبالؒ

اسی کشمکش میں گزریں مری زندگی کی راتیں
کبھی سوز و سازِ رومیؔ کبھی پیچ و تابِ رازیؔ

اسلام بلاشبہ ان کے مابین توازن پیدا کرنا چاہتا ہے اور عدمِ توازن (10) کو ہرگز پسند نہیں کرتا لیکن توازن کا یہ تصور بجائے خود دلیل قاطع ہے جسد اور روح کے تضاد اور ان کے تقاضوں کے باہم متقابل و متبائن ہونے کی۔ بقول شاعر ؎

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردہ ای!
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش!

واقعہ یہ ہے کہ فکر و نظر کی اس بنیادی غلطی نے تصورِ دین کی پوری عمارت ہی کو کج کر ڈالا ہے۔ چنانچہ جب روح، صرف زندگی کے ہم معنی ہو کر رہ گئی تو 'دین' بھی بس ایک 'نظامِ حیات' بن کر رہ گیا اور مذہب کا ایک ایسا لامذہبی (Secular) ایڈیشن تیار ہو گیا جس میں مذہب کے لطیف حقائق سرے سے خارج از بحث ہو گئے ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج!
تا ثریا می رَوَد دیوار کج!!

ایک حقیقت کی جانب مزید توجہ فرمایئے!

جسدِ انسانی یا انسان کا وجودِ حیوانی خاکی الاصل ہے چنانچہ اس کی جملہ ضرورتیں اور اس کے تغذیہ و تقویت کا تمام سامان بھی زمین ہی سے حاصل ہوتا ہے جبکہ روحِ انسانی قدسی الاصل اور امرِ رب ہے لہٰذا اس کے تغذیہ و تقویت کی ضرورت بھی تمام تر کلامِ ربانی ہی سے پوری ہو سکتی ہے جسے قرآن حکیم نے روح (11) ہی سے تعبیر کیا ہے از روئے آیاتِ مبارکہ:

۱۔ وَ كَذٰلِكَ اَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡكَ رُوۡحًا مِّنۡ اَمۡرِنَا مَا كُنۡتَ تَدۡرِىۡ مَا الۡكِتٰبُ وَلَا الۡاِيۡمَانُ وَلٰكِنۡ جَعَلۡنٰهُ نُوۡرًا نَّهۡدِىۡ بِهٖ مَنۡ نَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِنَا (الشوریٰ:۵۲)

اوراسی طرح (اے نبیؐ) ہم نے وحی کی تمہیں ایک رُوح اپنے امر سے (اس سے پہلے) تم کچھ نہ جانتے تھے کہ کتاب کیا ہے اور ایمان کیا۔ لیکن (اب) بنا دیا ہے اسے ایک نُور جس کے ذریعے ہدایت دیتے ہیں ہم اپنے بندوں میں سے جس پر چاہیں!

۲۔ يُلۡقِى الرُّوۡحَ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ (المومن: ۱۵)

اِلقاء فرماتا ہے روح اپنے امر سے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے!

۳۔ يُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ (النمل: ۲)

نازل فرماتا ہے فرشتوں کو وحی کے ساتھ اپنے امر سے، اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے!

اچھی طرح سمجھ لیجیے کہ رمضان المبارک کے پروگرام کی دو شقیں ہیں ایک دن کا روزہ اور دوسرے رات کا قیام اور اس میں قرأت واستماعِ قرآن! اور اگرچہ ان میں سے پہلی شق فرض کے درجے میں ہے اور دوسری بظاہر نفل کے، تاہم قرآن مجید اور احادیثِ نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام دونوں نے اشارۃً اور کنایۃً واضح فرما دیا کہ یہ ہے رمضان المبارک کے پروگرام کا جزو لاینفک! چنانچہ قرآن نے وضاحت فرمادی کہ روزوں کے لیے ماہِ رمضان معین ہی اس لیے کیا گیا ہے کہ اس میں قرآنِ مجید نازل ہوا تھا: گویا یہ ہے ہی نُزولِ قرآن کا سالانہ جشن!

شَهۡرُ رَمَضَانَ الَّذِىۡۤ اُنۡزِلَ فِيۡهِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرۃ: ۱۸۵)

رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔

اور احادیث نے تو بالکل ہی واضح کر دیا کہ رمضان المبارک میں ’صیام‘ اور ’قیام‘ لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ

ا۔ امام بیہقیؒ نے رمضان المبارک کی فضیلت کے ضمن میں جو خطبہ آنحضور ﷺ کا ’شعب الایمان‘ میں نقل کیا ہے، اس کے الفاظ ہیں:

جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهٗ فَرِيۡضَةً وَ قِيَامَ لَيۡلِهٖ تَطَوُّعًا

اللہ نے قرار دیا اس میں روزہ رکھنا فرض اور اس کا قیام اپنی مرضی پر۔

گویا قیام اللیل اگرچہ ''تَطَوُّعًا'' ہے تاہم اللہ کی جانب سے 'مجعول' بہرحال ہے!

۲۔ بخاریؒ اور مسلمؒ دونوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے کہ آنحضورﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

''جس نے روزے رکھے رمضان میں ایمان واحتساب کے ساتھ' بخش دیے گئے اس کے تمام سابقہ گناہ' اور جس نے (راتوں کو) قیام کیا رمضان میں ایمان و احتساب کے ساتھ' بخش دیے گئے اس کے جملہ سابقہ گناہ۔''

۳۔ امام بیہقیؒ نے 'شعب الایمان' میں حضرت عبداللہ ابن عمرو ابن العاصؓ سے روایت کیا کہ آنحضورﷺ نے فرمایا کہ:

اَلصِّيَامُ وَ الْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ' يَقُوْلُ الصِّيَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّی مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ وَيَقُوْلُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِيْهِ فَيُشَفَّعَانِ

''روزہ اور قرآن دونوں بندہ مومن کے حق میں سفارش کریں گے روزہ کہے گا: اے رب! میں نے اسے روکے رکھا دن میں کھانے اور خواہشات سے، پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما اور قرآن کہے گا: میں نے روکے رکھا اسے رات کو نیند سے پس اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔ تو دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی''۔

اور اب غور فرمایئے صومِ رمضان کی حکمتوں پر!

حقائقِ متذکرہ بالا کے پیشِ نظر صیام و قیامِ رمضان کی اصلی غایت و حکمت اور ان کا اصل ہدف و مقصود ایک جملے میں اس طرح سمویا جاسکتا ہے کہ:...... ایک طرف روزہ انسان کے جسدِ حیوانی کے ضعف واضمحلال کا سبب بنے تاکہ روحِ انسانی کے پاؤں میں پڑی ہوئی بیڑیاں کچھ ہلکی ہوں اور بہیمیت کے بھاری بوجھ تلے دبی ہوئی اور سسکتی اور کراہتی ہوئی روح کو سانس

لینے کا موقع ملے......اور دوسری طرف قیامُ اللیل میں کلامِ ربانی کا روح پر ورنزول (12) اس کے تغذیہ وتقویت کا سبب بنے......تا کہ ایک جانب اس پر کلامِ الٰہی کی عظمت **کَمَا حَقُّہٗ** منکشف ہو جائے اور وہ اچھی طرح محسوس کر لے کہ یہی اس کی بھوک کو سیری اور پیاس کو آسودگی عطا کرنے کا ذریعہ اور اُس کے دُکھ کا علاج اور درد کا درماں ہے! اور دوسری جانب روحِ انسانی از سرِ نو قوی اور توانا ہو کر ''اپنے مرکز کی طرف مائلِ پرواز'' ہو گویا اس میں تقرب اِلی اللہ کا داعیہ شدت سے بیدار ہو جائے اور وہ مشغولِ دعا ومناجات ہو جو اصل روح ہے عبادت (13) کی اور لُبِّ لُباب ہے رُشد وہدایت کا!

یہی وجہ ہے کہ قرآنِ حکیم میں صوم ورمضان سے متعلق آیات (14) میں:

اوّلاً......مجرد صوم کی مشروعیت اور اس کے ابتدائی احکام کا ذکر ہوا اور اس کی غرض وغایت بیان ہوئی ''**لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ**'' کے الفاظ میں اور

ثانیاً......صومِ رمضان کی فرضیت اور اس کے تکمیلی احکام کا بیان ہوا اور اس کے ثمرات ونتائج کا ذکر ہوا دو طرح پر:

ایک......وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمۡ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ

کے الفاظ میں، جو عبارت ہے انکشافِ عظمتِ نعمتِ قرآن اور اس پر اللہ کی جناب میں ہدیۂ تکبیر و تشکر پیش کرنے سے اور

دوسرے......وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىۡ عَنِّىۡ فَاِنِّىۡ قَرِيۡبٌ اُجِيۡبُ دَعۡوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلۡيَسۡتَجِيۡبُوۡا لِىۡ وَلۡيُؤۡمِنُوۡا بِىۡ لَعَلَّهُمۡ يَرۡشُدُوۡنَ

کے الفاظ میں جو عبارت ہے انسان کے متوجہ الی اللہ و متلاشی قربِ الٰہی اور مشغولِ دُعا اور محوِ مناجات ہونے سے جو اصل حاصل ہے عبادتِ ربّ کا!

الغرض! صیام وقیامِ رمضان کا اصل مقصود یہ ہے کہ روحِ انسانی بہیمیت کے غلبے اور تسلط سے نجات پا کر گویا حیاتِ تازہ حاصل کرے اور پوری شدت وقوت اور کمالِ ذوق وشوق کے ساتھ اپنے رب کی جانب متوجہ ہو جائے!

اب ذرا ایک بار پھر سوچئے کہ یہ 'روحِ انسانی' درحقیقت ہے کیا؟ جیسے کہ پہلے واضح

ہو چکا ہے، یہ "اَمرِ رَبّی" بھی ہے اور جلوۂ ربانی بھی۔ اس کا تعلق ذاتِ خداوندی کے ساتھ بالکل وہی ہے جو سورج کی ایک کرن کا سورج کے ساتھ کہ لاکھوں اور کروڑوں میل دور آ جانے کے باوجود اپنے منبع سے منقطع اور اپنے جداگانہ وجود کے باوصف اپنی اصل سے منفصل نہیں ہے...... بعینہٖ یہی کیفیت ہے روحِ انسانی کی کہ اپنے علیحدہ تشخص کے باوجود خدا سے منفصل نہیں بلکہ متصل ہے بقول عارفِ رومیؒ ؎

اتصالے بے تکیف بے قیاس ہست ربُّ الناس را با جانِ ناس!

گویا قلبِ انسانی کی مکین روحِ ربانی براہِ راست متصل ہے ذاتِ ربّ کے ساتھ اور یہی ہے وہ عظیم امانت جس کے بارِ گراں کے نہ سماوات متحمل ہو سکے نہ ارض و جبال لیکن جو حصے میں آئی ظلوم وجہول (15) انسان کے: ؎

آسماں بارِ امانت نتواں گشت کشید قُرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند!

یہی وجہ ہے کہ ایک حدیثِ قُدسی کی رو سے قلبِ مومن کی مکین خود ذاتِ الٰہی ہے:

مَا وَسَعَنِی اَرْضِیُ وَلَا سَمَائِیُ وَلٰکِنُ وَسَعَنِیُ قَلُبُ عَبْدِی الْمُؤْمِن

میں نہ زمین میں سما سکا نہ آسمان میں، البتہ اپنے مومن بندے کے دل میں میری سمائی ہوگئی۔ (احیاء العلوم الدین، امام غزالیؒ، ج ۳ ص ۱۴)

؎ من نگنجم در زمین و آسماں لیک گنجم در دلِ مومن عیاں! (سعدیؒ)

تو کیا بالکل درست نہیں یہ قول مبارک کہ "اَلصَّوْمُ لِیُ وَاَنَا اَجْزِیُ بِہٖ" ......بلکہ "اَلصَّوْمُ لِیُ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ" ......اس لیے جب کہ دوسری بدنی اور مالی عبادتوں کا حاصل ہے تزکیہ وتطہیر نفس وہاں صوم رمضان کا حاصل ہے تغذیہ وتقویتِ رُوح جو متعلق ہے براہ راست ذاتِ خداوندی کے ساتھ......لہٰذا روزہ ہوا خاص اللہ کے لیے، اب چاہے یوں کہہ لیں کہ وہ خود ہی اس کی جزا دے گا یا یوں کہہ لیں کہ وہ خود ہی بہ نفسِ نفیس اس کا انعام ہے، کوئی فرق واقع نہیں ہوتا اس لیے کہ خدا تو منتظر رہتا ہے کہ جیسے ہی کوئی بندہ خلوص واخلاص کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو وہ بھی کمالِ شفقت وعنایت کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہو جائے...... یہاں تک کہ ایک حدیثِ قُدسی کی رو سے اگر بندہ اس کی جانب چل کر آتا ہے تو وہ بندے کی جانب دوڑ کر آتا ہے اور اگر بندہ اس کی طرف

بالشت بھر بڑھتا ہے تو وہ بندے کی طرف ہاتھ بھر بڑھتا ہے......

گویا بقول علامہ اقبال مرحوم ؎

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں!
راہ دکھلائیں کسے؟ رَہروِ منزل ہی نہیں!

☆ — ☆ — ☆

حواشی

(1) مثلاً مولانا امین احسن اصلاحی فرماتے ہیں: ''یہ اقرار انسان کے وجود میں آنے سے پہلے ہی عالم غیب میں خدا نے اس سے لیا ہے''۔ (تدبر قرآن جلد سوم صفحہ ۳۹۴)

(2) وَعُرِضُوْا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا (الکھف: ٤٨)

''اور پیش کیے جائیں گے اپنے ربّ کے سامنے صف در صف (تب وہ فرمائے گا کہ) آ پہنچے ہو تم ہمارے پاس بالکل اسی طرح جس طرح ہم نے پیدا فرمایا تھا تمہیں پہلی بار۔ لیکن تم تو اس مغالطے میں مبتلا ہو گئے تھے کہ ہم تمہارے لیے اس ملاقاتِ مَوعودہ کے لیے کوئی وقت نہ متعین کریں گے!''

(3) اکثر لوگ روح کو حیات یا زندگی کے ساتھ خلط ملط کر دیتے ہیں حالانکہ زندگی تو جمیع حیوانات ہی نہیں نباتات تک میں ہے۔ وہ روحِ ربانی جس سے انسان جملہ حیوانات سے ممیّز ہوتا ہے بالکل دوسری چیز ہے!

(4) سورة التّین

(5) سورة المطفّفین

(6) ایک مقولہ: ''ہر شے اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے!''۔

(7) سورہ اعراف: ١٧٦

(8) قرآنِ حکیم نے ایک سے زائد مقامات پر منافقین کے 'تن و توش' کی جانب خصوصی اشارے کیے ہیں مثلاً سورۂ منافقون میں فرمایا: وَاِذَا رَاَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُهُمْ ؕ وَاِنْ يَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِهِمْ كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ (سورہ منافقون: ٤)

اور (اے نبیؐ) جب تم انہیں (منافقین کو) دیکھتے ہو تو ان کے تن و توش سے متاثر ہو جاتے ہو

چنانچہ جب وہ بات کرتے ہیں تو ان کی گفتگو کو بغور سنتے ہو۔ حالانکہ درحقیقت وہ سوکھی لکڑیوں کے مانند ہیں جنہیں سہارے سے رکھ دیا گیا ہو۔

(9) مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی مرحوم

(10) اگرچہ عدمِ توازن کی تمام صورتیں برابر نہیں ہیں۔ چنانچہ بہت فرق ہے اس عدمِ توازن میں جو دنیا پرستی یا شکم پروری و شہوت پرستی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے اور اس عدمِ توازن میں جو ترکِ دنیا یا رہبانیت کی صورت اختیار کرتا ہے۔ سابقہ اُمتوں میں عدمِ توازن کی پہلی صورت کی مثال یہود ہیں جنہیں ''**المغضوب علیھم**'' قرار دیا گیا ہے اور دوسری صورت کی مثال نصاریٰ ہیں جنہیں صرف ''**ضالین**'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مزید تقابل کے لیے دیکھئے سورۂ حدید، جس کے وسط میں یہود کا ذکر ہے جن کی دنیا پرستی نتیجہ تھی قساوتِ قلبی، کا اور آخر میں مُتّبعین عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے جن کی رہبانیت کو اگرچہ بدعت قرار دیا گیا لیکن اس تصریح کے ساتھ کہ تھی یہ نیکی کے جذبے ہی کی ایک غیر معتدل صورت!

(11) یہاں اس حقیقت کی جانب بھی توجہ ہو جائے کہ وحی کے لانے والے کو بھی قرآن نے کہیں ''روح القدس'' سے موسوم فرمایا ہے اور کہیں ''الروح الامین'' سے اور مہبطِ وحی بھی قرار دیا ہے قلب کو جو دراصل بمنزلہ 'شاہ درہ' ہے شہرِ روح کے لیے۔ تو حقیقتِ وحی کے ضمن میں بھی ایک کلید مل جاتی ہے اگرچہ یہ بجائے خود ایک مستقل موضوع ہے! گویا وحی خود بھی روح، اس کے لانے والا بھی روح اور اس کا مہبط بھی روح۔ جگرؔ کا ایک شعر اس نغمۂ وحی کی ماہیت کو خوب واضح کرتا ہے ؎

نغمہ وہی ہے نغمہ کہ جس کو روح سنے اور روح سنائے!

(12) تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزولِ کتاب
گرہ کُشا ہے نہ رازیؔ نہ صاحبِ کشاف! (اقبالؔ)

(13) احادیثِ نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ''**اَلدُّعَاءُ مُخُ الْعِبَادَةِ**'' اور ''**اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ**''

(14) سورہ بقرۃ: آیات ۱۸۳ تا ۱۸۷

(15) سورۂ احزاب آیت: ۷۲

ماہنامہ حکمت بالغہ کے گزشتہ شمارے میں شائع ہونے والے

علامہ اقبال کے نام مصنّف کا ایک تصوّراتی خط پر اہل علم کے تاثرات

مارچ 2020ء کے حکمت بالغہ میں ادارہ کی طرف سے شائع کردہ کتاب 'جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے سو سال (1910ء_2010ء)' میں درج علامہ محمد اقبال کے نام مصنف کا ایک تصوراتی خط، نئے قارئین حکمت بالغہ کے لیے شامل اشاعت کیا گیا تھا، جس پر ادارہ کو تین RESPONSE وصول ہوئے۔فون پر مدیر حکمت بالغہ نے جو وضاحت کی وہ اور E-MAIL کا متن ہم یہاں شائع کر رہے ہیں تاکہ یہ تاثرات قارئین کرام تک بھی پہنچ سکیں۔

1 پہلا رابطہ فون پر راولپنڈی سے ایک معروف اہل قلم مذہبی سکالر شخصیت کا وضاحتی سوال تھا، جو کہ حکمت بالغہ کے صفحہ 36 پر مذکورہ اس عبارت سے متعلق تھا:

''13۔ حالات کا رُخ بتا رہا ہے کہ آپ (یعنی علامہ اقبال) کے VISION کے عین مطابق تہران واصفہان سے ایک قوت اُٹھ کر اس صہیونی عفریت کو پابہ زنجیر کر دے گی اور یوں اگلے چند عشروں میں آپ کی یہ توقع پوری ہوتی نظر آ رہی ہے کہ

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر!''

سوال: یہ تھا کہ کیا ایران اس صہیونی عفریت کو پابند زنجیر کر دے گا؟

وضاحت: مستقبل کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے اشارات سے ہی کام لیا جاسکتا ہے اور اس

سے مراد خود علامہ اقبال کا اپنا ایک وژن ہے۔ فرماتے ہیں:

طہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا
شاید کہ کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے

آج سے ایک صدی قبل کے یہ الفاظ واقعی الہامی ہیں کہ مغرب کی بالادستی کے نصف النہار کے وقت مشرق کی بالادستی کی نوید سنائی جارہی ہے جہاں تک اس کی تفصیلات کا تعلق ہے تو علامہ اقبال کا پورا کلام اور پورا فکر، مغرب کی بالادستی کے دور میں مشرق کے احیاء اورعروج کی نوید جانفزا ہے۔ طلوعِ اسلام نامی نظم (1923ء) اسی بات کی عکاسی کرتی ہے۔ مشہور برطانوی فلسفی برٹرینڈ رسل (1872ء_1971ء) خود ایک کتاب کا مصنف ہے جس کا نام REAWAKENING OF EAST ہے۔ علامہ اقبال کی ایک کتاب پیامِ مشرق ہے اور ایک علیحدہ عنوان ''پس چہ باید کرد اے اقوام شرق'' ہے۔ اس میں اقوامِ شرق سے مراد مغرب کے مقابلے میں مشرق ہے جہاں مذہب کی اہمیت ہے اور اس میں مسلمان غالب اکثریت میں ہیں اور ایک شاندار تاریخ رکھتے ہیں۔ تہران واصفہان کی علامہ اقبال کے نزدیک اہمیت بھی ان کے گہرے مطالعے اور غور وفکر کی غمّازی کرتی ہے۔ 2010ء میں راقم نے 'اصفہان' کے نام سے ایک تحریر حکمت بالغہ میں شائع کی تھی جواب ایک بار پھر اس شمارہ میں شائع کی جارہی ہے، اب مستقبل قریب میں اصفہان وتہران کی عالمی اہمیت بہت بڑھ جائے گی۔ وہاں تین عالمی شہرت کی شخصیات ظاہر ہونے والی ہیں ایک یہودیوں کا 'مثیل مسیح' اصفہان سے نکلے گا، دوسرے مسلم شریف کی روایت کے مطابق دجّال بھی اصفہان سے نکلے گا اور ستر ہزار سیاہ پوش یہودی اس کا اِتباع کریں گے (حدیث 2944) اور تیسری مشہور شخصیت اثنا عشری مسلک کے شیعہ حضرات کے امام منتظر اور امام آخرالزماں بھی اصفہان سے ظاہر ہوں گے اور اس کے لیے وہ صدیوں سے انتظار کر رہے ہیں اور ''امام اسکوئر'' کے نام سے ایک بڑا چوک یعنی انتظار گاہ بھی پہلے سے موجود ہے۔

مسلمانوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام (جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے) ملک شام کے شہر دمشق میں ظاہر ہوں گے اور اہل سنت کے 'مہدی' مکہ سے ظاہر ہوں گے۔ مستقبل میں تہران واصفہان کی اہمیت مُسلَّم ہے مگر اس اصفہان نامی مضمون میں بھی یہی درج ہے کہ اثنا عشری

شیعہ اوران کے امام منتظر اگر 'مثیل مسیح' اور دجّال کی مخالفت کریں گے جس طرح اہل سنت کریں گے اور شام سے ظاہر ہونے والے حضرت عیسیٰؑ کے حق میں کھڑے ہوں گے (جواب تک ختم نبوت کے تحفظ کے تمام پلیٹ فارموں پر موجود ہوکر وہ ثابت کررہے ہیں) جیسے اہل سنت کے معروف مکاتب دیوبندی و بریلوی اور اہل حدیث و شیعہ حضرات ہیں، تو یہ پیش گوئی لفظاً پوری ہوجائے گی۔ اور اگر اثنا عشری شیعہ مسلک کے لوگ دمشق میں ظاہر ہونے والے حضرت عیسیٰ کے ساتھ یک جہتی نہ کرسکے اور یہودیوں کے مثیل مسیح اور دجال کے لیے کوئی نرم گوشہ بنالیا تو پھر علامہ اقبال کی 'عالم مشرق' سے مراد خراسان کا علاقہ ہوگا جس میں ایک کونے پر اصفہان ہے تو دوسری طرف کشمیر اور وادئ سندھ (پورا پاکستان) ہے جس کا علامہ اقبال کے اس شعر میں ذکر بطور پاکستان نہیں آسکتا تھا کہ یہ ملک 1947ء میں بنا۔ البتہ علامہ اقبال کا یہ الہامی شعر اس طرف اشارہ ضرور کرتا ہے۔ میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

گویا حضرت مسیح کے دمشق میں آنے اور دجال کے اصفہان سے ظاہر ہونے پر جو سیاسی POLARISATION ہوگی وہ ظاہر کرے گی آئندہ امت کا عروج شیعہ مسلک اور اہل سنت کے مجموعہ کا ہے یا اہلسنّت اور شیعہ مسلک کے وہ حضرات جو حضرت مسیح کے جھنڈے تلے آکر اور اصفہان سے ظاہر ہونے والے دجال کی مخالفت کرکے اہلسنّت کے ساتھ یکجہتی کریں گے وہ مستقبل کی عالمی اسلامی سلطنت کی بنیادوں کو مضبوط کریں گے فیصلہ ہر ایک کے باطنی عزائم کے مطابق مستقبل قریب میں منصۂ شہود پر آجائے گا۔ یہی اس شعر اور عبارت میں درج الفاظ کا مقصود ہے۔ اور تادمِ تحریر ہم اس بارے میں کوئی حتمی رائے ظاہر کرنے سے قاصر ہیں۔

---

2 اپریل 20ء کے شمارے میں شائع کردہ 'علامہ اقبال کے نام ایک تصوراتی خط' پر 11 اپریل 20ء کو جناب صادق حسین صاحب سیکرٹری برائے جنرل مرزا اسلم بیگ صاحب سابق COAS پاکستان، کی طرف یہ E.Mail موصول ہوئی

Engineer Mukhtar Farooqui

We read your تصوراتی خط to Allama Iqbal, published in April issue of monthly Hikmat-e-Balgha. It is an excellent peace of research work, related to the message of Allama

Iqbal for Ummah.

I am directed by General Mirza Aslam Beg to convey his complements.

May Allah grant you زورِقلم اور زیادہ

Regards.

Sadiq Hussain
Secretary to General Mirza Aslam Beg
Former COAS Pakistan

ترجمہ: ہم نے آپ کا 'علامہ اقبال کے نام تصوارتی خط' پڑھا جو کہ ماہنامہ حکمت بالغہ کے اپریل کے شمارے میں شائع ہوا، یہ علامہ اقبال کے پیغام سے متعلق بہت اعلیٰ تحقیقی کام کا حصہ ہے جو وہ امت کو دینا چاہتے تھے۔ مجھے جنرل مرزا اسلم بیگ صاحب کی طرف سے حکم ہوا کہ ان کے تبصرے کو آگے پہنچادوں۔ اللہ کرے زورِقلم اور زیادہ۔ شکریہ صادق حسین

---

3 جناب علامہ محمد فیاض عادل فاروقی (لندن) کی جانب سے مذکورہ کتاب اور خط کے بارے میں موصول ہونے والی E-Mail کا متن اور ترجمہ۔

Your book titled "100 Years of Awakening of South Asian Muslims" is very thought provoking, enlightening and encouraging. The gist of the matter in the whole book is condensed vividly in your posthumous letter to Allama Iqbal on page 154. It summarises the contents of the book in a nutshell. If anyone had not read the whole book, this letter is enough to grasp the message of the writing spanning 168 pages.

ترجمہ آپ کی کتاب 'جنوبی ایشیا میں مسلم بیداری کے سوسال' ایک فکرانگیز، روشن خیال، جذبات کو اجاگر کرنے والی اور حوصلہ افزا شاہکار ہے۔ اگر اس کے تمام مندرجات اور موضوعات کا احاطہ کیا جائے تو کتاب کے صفحہ 154 پر درج آپ کی جانب سے علامہ محمد اقبال کے نام لکھے گئے تصوراتی خط کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں کیونکہ یہ خط کتاب کے تمام مندرجات کا خلاصہ اور آئینہ ہے۔ اگر کسی نے کتاب کے تمام اوراق کا مطالعہ نہ کیا ہو تو اس کے مضامین کی حقیقی روح کو سمجھنے کے لیے اس خط کا مطالعہ ہی کافی ہے کیونکہ اس خط میں کتاب کے تمام لب لباب کو سمودیا گیا ہے۔

کورونا وائرس ۔۔ایک بائیولاجیکل ہتھیار
مگر اللہ کے دشمنوں کے لئے وارننگ

ابوفیصل محمد منظور انور

دسمبر 2019ء میں چین میں کرونا وائرس کے پھیلاؤ کی اطلاعات آنے لگی تھیں اور دنیا اس وائرس کی طرف متوجہ ہوگئی تھی۔چین کے بعد ایران میں اور پھر اٹلی میں سب سے زیادہ مریض سامنے آئے اور اب یہ وائرس دنیا بھر کے مما لک میں پھیل گیا ہے اور ہر جگہ فوری حفاظتی اقدامات بھی کیے جارہے ہیں۔اس وائرس سے تقریباً سوسال پہلے 1918ء میں یورپ میں انفلوئنزا کی خوفناک وبا پھوٹی تھی،جس کے سبب پانچ کروڑ لوگ ہلاک ہوگئے تھے اور یورپ کے ساتھ امریکا میں بھی 6لاکھ 75ہزار لوگ مارے گئے تھے۔میڈیکل سائنس دانوں کا خیال تھا یہ وائرس اٹلی کے گاؤں کرونا سے چلا تھا اور اسپین پہنچ کر خوفناک شکل اختیار کرگیا تھا چنانچہ اس کا نام کرونا رکھ دیا گیا۔تاہم انسانوں میں وقت گزرنے کے ساتھ کرونا وائرس کے خلاف قوتِ مدافعت پیدا ہوگئی چنانچہ دسمبر 2019ءتک کچھ لوگ سال میں ایک آدھ بار کرونا کا شکار ہوتے تھے۔نزلہ بھی ہوتا گلے میں سوزش بھی ہوتی اور بخار بھی ہوتا تھا لیکن یہ چند دن رہ کر ٹھیک ہوجاتا تھا چنانچہ میڈیکل سائنس نے کرونا کو غیر مضر قرار دے دیا تھا۔مگر پھر چین کے شہر ووہان میں دسمبر 2019ء میں ایک نیا وائرس سامنے آیا یہ وائرس کرونا کی ایڈوانس قسم تھی چنانچہ سائنس دانوں نے اسے نوول کرونا وائرس کا نام دے دیا یہ ہلاکت خیز بھی تھا اور تباہ کن بھی یہ وائرس اٹلی سے چین گیا تھا یا پھر یہ چین سے اٹلی آیا اس پر تحقیقات جاری ہیں۔مگر مارچ 2020ءتک یہ بات سامنے آئی کرونا وائرس کا

مرکز چین نہیں اٹلی ہے اور یہ اٹلی سے تیزی سے یورپ اور سینٹرل ایشیا میں پھیل رہا ہے۔ یہ اٹلی کے شمالی علاقوں کے لوگوں کو زیادہ متاثر کر رہا ہے کیونکہ ان کے خون میں پرانا وائرس موجود تھا اور یہ وائرس سو سال سے ان لوگوں کے خون میں چلا آ رہا ہے، جب نوول کرونا ان کے خون میں شامل ہوا تو اس نے پرانے وائرس کو طاقت ور بنا دیا اور یوں اٹلی کے ایک کروڑ 60 لاکھ لوگ بیمار ہو گئے، آخری اطلاعات تک حکومت نے شمالی اٹلی کے آدھے ریجن کو باقی ملک سے کاٹ دیا اور یہ علاقہ دنیا کا سب سے بڑا قرنطینہ بن کر رہ گیا۔ یورپ کے دوسرے ملکوں نے بھی اٹلی سے اپنی سرحدیں بند کر دی ہیں جس سے اٹلی کی معیشت مکمل طور پر تباہ ہو گئی، سیاحت اور اسٹاک ایکس چینج کرونا کا سب سے بڑا ہدف ہیں، سیاحت 1700 بلین ڈالر کے ساتھ دنیا کی سب سے بڑی انڈسٹری تھی۔ یہ انڈسٹری دو ماہ میں زمین بوس ہو گئی۔ ایئر لائنیز دیوالیہ ہونے کے قریب ہیں خوف کی فضا کے باعث ایئرپورٹس پر سناٹا ہے۔ ہوٹل خالی پڑے ہیں اور میوزیمز اور پارکس میں ہو کا عالم ہے۔ اس دوران خانہ کعبہ اور مسجد نبوی تک خالی کرا لی گئی اور ویٹی کن میں بھی معمول کی عبادت بند کر دی گئی جبکہ اسٹاک ایکسچینج میں دنیا کی آدھی دولت پارک ہے، یہ بھی پارک سمیت اڑ گئی لہٰذا دنیا دیوالیہ پن کے دہانے تک پہنچ گئی۔

چین کی خفیہ ایجنسی کی رپورٹ کے مطابق کورونا وائرس برطانیہ کی لیبارٹری میں تیار کیا گیا۔ اسے امریکا میں رجسٹرڈ کیا گیا اور پھر کینیڈا کی لیبارٹری سے کینیڈا کی پرواز کے ذریعے باقاعدہ طور پر ووہان کی لیبارٹری میں پہنچایا گیا۔ ابتدائی تحقیق کے مطابق کورونا وائرس کو ایک حیاتیاتی ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کا کام انگلینڈ کے Pirbright Institute نے شروع کیا۔ Pirbright Institute کے اس پروجیکٹ کے مالی مددگار Bill and Melinda Gates Foundation اور Johns Hopkins Bloomberg School of Public Health کورونا وائرس کو باقاعدہ امریکا میں Pirbright Institute نے پیٹنٹ بھی کروایا۔ اس کا پیٹنٹ نمبر 10,10,701 تھا۔ جنوری میں امریکا میں پہلے کیس کے دریافت ہوتے ہی یہ پیٹنٹ ختم کر دیا گیا۔ کورونا وائرس جسے امریکا کے ادارے The Centers for Disease Control and Prevention (CDC) نے 2019-nCoV کا نام دیا ہے۔ سے بچانے کے لیے 18 اکتوبر 2019ء میں ہی نیویارک میں کمپیوٹر پر مشق کر لی گئی تھی۔ مذکورہ مشق کا انتظام

بل اینڈ ملنڈا گیٹس فاؤنڈیشن، جان ہوپکنز سینٹر فار ہیلتھ سیکوریٹی نے ورلڈ اکنامک فورم کے اشتراک سے کیا تھا۔ اس مشق میں پارلیمنٹ، بزنس لیڈروں اور شعبہ صحت سے تعلق رکھنے والے افراد نے حصہ لیا تھا، اور اس میں یہ مشق کی گئی تھی کہ کورونا وائرس کے وبا کی صورت میں پھیلنے کی صورت میں اس سے کس طرح بچا جاسکے۔ اس مشق کو Event 201 کا نام دیا گیا۔ یہ ایک فل اسکیل ایکسرسائیز تھی جو چین کے وسطی علاقے ووہان میں پہلا کیس رپورٹ ہونے سے چھ ہفتے قبل کی گئی تھی۔ یہ بات بھی نوٹ کرنے کی ہے کہ کرونا وائرس سے بچانے کی کمپیوٹر پر مشق کا اہتمام کرنے والی تنظیمیں وہی تھیں جو اس وائرس کے پیٹنٹ کے مالک ادارے کو فنڈز فراہم کر رہی تھیں اور اب یہی ادارے اور تنظیمیں کورونا وائرس کی ویکسین پر کام کر رہے ہیں۔ 18 اکتوبر کو ہونے والی مشق کے شرکا میں دنیا کے بڑے بینکوں، بل اینڈ ملنڈا گیٹس فاؤنڈیشن، جانسن اینڈ جانسن، لاجسٹیکل پاور ہاسز، میڈیا کے نمائندوں کے علاوہ چین اور امریکی ادارے CDC کے نمائندے بھی شریک تھے۔ مشق میں باقاعدہ ماحول بنایا گیا کہ میڈیا میں کورونا وائرس کے پھیلنے سے تباہی کی بریکنگ رپورٹ آ رہی ہیں، شہری خوفزدہ ہیں اور حکومت سے اس کے تدارک کے لیے اقدامات کرنے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ ووہان میں Zhengdian Scientific Park of Wuhan National Biosafety میں Wuhan Institute of Virology Laboratory لیول 3 اور لیول 4 واقع ہیں۔ لیبارٹری میں لیول کی درجہ بندی کسی بھی وائرس کو محفوظ رکھنے کے انتظامات کے حوالے سے کی جاتی ہے۔ ووہان کی لیبارٹری میں کورونا وائرس پہنچانے میں دو چینی سائنسدانوں کا نام لیا جاتا ہے۔ Dr. Xiangguo Qiu جو ماہر وائرس بھی تھی، 1996ء میں کینیڈا مزید تعلیم کے لیے آئی۔ ڈاکٹر چی کا شوہر Keding Cheng اس وقت کینیڈا کے شہر ونی پیگ کی لیبارٹری میں بطور بائیولوجسٹ کام کرتا ہے۔ یہ دونوں میاں بیوی ایبولا اور سارس وائرس پر تحقیقی کام کرتے تھے گزشتہ جولائی میں CNBC نیوز نے رپورٹ کیا تھا کہ ونی پیگ کی لیبارٹری سے ایک چینی خاتون سائنسدان، اس کے شوہر اور ان کے چند پوسٹ گریجویٹ طلبا کو حراست میں لیا گیا ہے۔ اس خبر کے ایک ماہ کے بعد CNBC نے مزید خبر دی کہ مذکورہ سائنسدان جوڑے نے ایبولا اور Henipah کے وائرس ائر کینیڈا کی پرواز کے ذریعے 31 مارچ کو چین بھیجے تھے۔ خبر کے مطابق وائرس کی شپمنٹ کے لیے تمام قواعد وضوابط پر عمل کیا گیا

تھا۔کہا جاتا ہے کہ اسی شپمنٹ کے ذریعے کورونا وائرس بھی ووہان کی لیبارٹری بھجوایا گیا۔CNBC کی ایک اور فالو اسٹوری میں بتایا گیا کہ ڈاکٹر چی نے 2017ء کے دوران چین کے پانچ دورے کیے جس میں چین کی لیول 4 کی نئی لیبارٹری کے ٹیکنیشنز اور سائنسدانوں کو تربیت فراہم کی گئی۔ یہ سائنسدان جوڑا اب بھی زیر حراست ہے۔کورونا کا پیٹنٹ وائرس ونی پیگ کی لیبارٹری کے علاوہ انگلینڈ کی لیبارٹری سے اور بھی کئی ممالک کی لیبارٹریوں کو فراہم کیا گیا۔امریکی ادارے NBC کے مطابق ووہان انسٹی ٹیوٹ آف ورولاجی کے سربراہ ڈاکٹر یوآن زمنگ نے کورونا وائرس کی ان کی لیبارٹری میں تیاری کو مفروضوں پر مبنی اور جھوٹ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ WHO بھی ان کے موقف کی تائید کر چکا ہے۔اسرائیلی اخبار ٹائمز آف اسرائیل نے اپنی رپورٹ میں بتایا کہ امریکی خفیہ اداروں نے نومبر 2019ء میں اسرائیلی حکومت اور خاص طور پر اسرائیلی فوج کو چین میں شروع ہونے والے کورونا وائرس کے ممکنہ پھیلاؤ سے خبردار کر دیا تھا۔اخبار نے دعویٰ کیا کہ دراصل امریکی خفیہ ادارے نومبر میں ہی جانتے تھے کہ چین میں خوفناک وائرس پھیل رہا ہے۔رپورٹ کے مطابق نومبر 2019ء میں چینی عوام بھی اس بات سے بے خبر تھی کہ ان کے ملک میں کوئی وائرس پھیل رہا ہے، البتہ کچھ حکومتی عہدیداروں کو پتہ تھا کہ وہاں پر نیا وائرس پھیل رہا ہے ابتدائی طور پر امریکی خفیہ اداروں نے چین میں پھیلنے والے وائرس سے صرف اپنی حکومت کو باخبر کیا اور امریکی حکومت نے مذکورہ معلومات کو اپنے سب سے قریبی اتحادیوں کے ساتھ شیئر کرنے کا فیصلہ کیا اور امریکی خفیہ اداروں نے نومبر 2019ء میں اتحادی افواج نیٹو سمیت اسرائیل کو بھی خبردار کر دیا تھا۔ پہلے یہودی زائیونسٹ نے اپنے بائیولاجیکل ہتھیار کورونا وائرس سے دنیا کو خوف میں مبتلا کر کے تباہ کر دیا اب ٹرائیکا کا سربراہ اسرائیل کرونا کے خلاف میڈیسن بنا چکا ہے، جانچ پڑتال رہ گئی ہے، چار سے پانچ ماہ میں دوا عام مارکیٹ میں دستیاب ہوگی۔کورونا کا توڑ اسرائیل کے پاس موجود ہے، اب یہ دنیا میں خوف و ہراس پھیلانے کے بعد علاج کے نام پر کھربوں ڈالرز بنائے گا۔روس و چین بھی دوا بنانے کے لئے کوشاں ہیں۔چین جون تک دوائیں لا سکتا ہے دوسری طرف اگر اسرائیل کہتا ہے کہ دوا صرف ان ممالک کو ملے گی جو اسے تسلیم کریں گے جو ملک مجھے تسلیم نہیں کرے گا اسے دوا نہیں ملے گی تو پھر سب کچھ واضح ہو جائے گا۔چین، اٹلی اور ایران یہ تینوں ممالک کورونا سے بری طرح متاثر ہوئے۔ایک اطلاع کے مطابق ایران نے کورونا سے

لڑنے کے لیے پہلی مرتبہ آئی ایم ایف سے پانچ ارب ڈالر کا قرض مانگا ہے۔ اٹلی کو ون بیلٹ ون روڈ منصوبے میں شامل ہونے کی سزا ملی کیونکہ وہ امریکہ کے منع کرنے کے باوجود چین کے ساتھ شامل ہوا۔ چین اگلے پچیس سالوں میں ایران میں 400 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کرنے جا رہا تھا چین امریکہ کی جنگ سب جانتے ہیں۔ اب بھی کسی کو شک ہے کہ کورونا بائیولاجیکل ہتھیار نہیں ہے تو اس کی عقل پر ماتم ہی کیا جاسکتا ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کورونا وائرس دنیا میں کیا تباہی کر چکا ہے؟ تفصیل اس طرح ہے۔

نیشنل کمانڈ اینڈ آپریشن سینٹر پاکستان کی جانب سے جاری اعداد و شمار کے مطابق تادمِ تحریر (20 اپریل) ملک بھر میں کورونا کے مصدقہ مریضوں کی تعداد 8425 ہوگئی تھی۔ کورونا کے فعال مریضوں کی تعداد 6272 تھی جب کہ 1970 مریض صحت یاب بھی ہوئے اور 181 جاں بحق ہوئے تھے۔ پاکستان میں اس وقت تک 1,04,302 افراد کے کورونا ٹیسٹ ہو چکے تھے کرونا سے متاثرہ افراد میں سے 60 فیصد میں کورونا وائرس مقامی طور پر منتقل ہوا۔ دنیا بھر میں کورونا وائرس سے کل 24,18,655 سے زائد افراد متاثر ہوئے تھے جن میں سے 1,65,759 افراد ہلاک ہوئے تھے۔ تاہم 6,33210 سے زائد مریض صحت یاب بھی ہوئے تھے۔ مگر کورونا وائرس سے ہلاکتوں کا سلسلہ رک نہ سکا۔ دنیا بھر کے 210 زائد مما لک کورونا کی لپیٹ میں آ چکے ہیں۔ وائرس کے پھیلاؤ میں امریکہ سرفہرست آ گیا تھا جہاں کورونا سے 7,64,265 افراد متاثر ہوئے اور ہلاکتوں کی مجموعی تعداد 40,565 سے زائد ہوگئی تھی۔ امریکی ریاست نیویارک مہلک وائرس سے زیادہ متاثر ہوئی جہاں اس وقت تک 20 ہزار سے زائد افراد کورونا وائرس کی وجہ سے اپنی زندگی کی بازی ہار گئے تھے۔ اور صرف نیویارک میں مریضوں کی تعداد دو لاکھ سے زائد ہوگئی تھی۔ امریکی شہر واشنگٹن میں کرونا سے بچنے کیلئے حفاظتی طور گھروں میں بند رہنے کے حکومتی احکامات کے خلاف ہزاروں افراد نے مظاہرہ کیا کہ یہ پابندی جلد از جلد ختم کی جائے۔ برطانیہ میں 1,20067 متاثر ہوئے اور ہلاکتوں کی تعداد 16060 تک پہنچ گئی تھی۔ اسپین میں 184948 افراد متاثر ہیں اور اموات کی تعداد 18 ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ فرانس میں 152894 افراد متاثر اور ہلاکتوں کی مجموعی تعداد 19718 سے زائد ہوگئی تھی۔ اٹلی میں 178972 افراد

متأثر اور 23660 ہزار سے زائد افراد چل بسے۔ اسپین میں 20852 افراد ہلاک ہوئے۔ ایران میں 82211 افراد متأثر 5118 سے زائد افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ سعودی عرب میں 97 افراد ہلاک جبکہ مریضوں کی تعداد 9362 سے زائد ہوگئی۔ ترکی میں اس وقت تک 86306 افراد متأثر اور 2017 افراد ہلاک ہوگئی تھی۔ تاہم چین کورونا وائرس کو شکست دینے والا پہلا ملک بن گیا ہے جہاں 82692 افراد متأثر ہوئے اور 4632 افراد ہلاک ہوئے تھے بروقت لاک ڈاؤن اور دیگر احتیاطی تدابیر کے باعث ووہان اور چین کے دیگر شہروں کی صورتحال بھی معمول پر آنے لگی اور حالات بہتری کی طرف جانے لگے۔

ایک عرب سکالر مستشار عدلی حسین کا کہنا ہے کہ کرونا وائرس پر لعنت مت بھیجو! کیونکہ اس نے انسان کو انسانیت اور خالق کی حقانیت کی طرف متوجہ کیا ہے۔ وہ اپنے اس دعویٰ کے حق میں دلائل دیتے ہوئے مزید کہتا ہے کہ پوری دنیا میں تمام عیش وطرب کے مراکز بند نہیں ہوگئے۔ کیا سینما گھر، نائٹ کلب، شراب خانے، جوا خانے اور ریڈ ایریا بند نہیں ہیں؟ کیا خاندانوں کو ایک طویل جدائی کے بعد ان کے گھروں میں دوبارہ اکٹھا ہونے کا موقع نہیں دیا؟ کیا اس نے غیر مرد اور غیر عورت کو ایک دوسرے کے قریب ہونے سے نہیں روکا؟ کیا اس نے عالمی ادارہ صحت کو اس بات کے اعتراف پر مجبور نہیں کیا کہ شراب پینا تباہی ہے، لہٰذا اس سے اجتناب کیا جائے؟ کیا اس نے صحت کے تمام اداروں کو یہ بات کہنے پر مجبور نہیں کیا کہ درندے، شکاری پرندے، خون، مردار اور مریض جانور صحت کے لئے تباہ کن ہیں؟ کیا اس نے انسان کو نہیں سکھایا کہ چھینکنے کا طریقہ کیا ہے، صفائی کس طرح کی جاتی ہے جو ہمیں ہمارے رسول ﷺ نے آج سے 1450 سال پہلے بتایا تھا؟ کیا اس نے فوجی بجٹ کا ایک تہائی حصہ صحت کی طرف منتقل نہیں کیا ہے؟ کیا اس نے دنیا کے فرعون حکمرانوں کو بتا نہیں دیا کہ لوگوں کو گھروں میں پابند کرنے، جبری بٹھانے اور ان کی آزادی چھین لینے کا مطلب ہوتا کیا ہے؟ کیا اس نے لوگوں کو اللہ سے دعا مانگنے گریہ وزاری اور توبہ واستغفار کرنے اور منکرات اور گناہ چھوڑنے پر آمادہ نہیں کیا؟ کیا اس نے متکبرین کے کبر وغرور کا سر پھوڑ نہیں دیا اور انہیں عام انسانوں کی طرح لباس نہیں پہنایا؟ کیا اس نے دنیا میں کارخانوں کی زہریلی گیس اور دیگر آلودگیوں کو کم کرنے کی طرف متوجہ نہیں کیا؟ جن آلودگیوں نے باغات،

جنگلات، دریا اور سمندروں کو گندہ کیا ہوا ہے۔ کیا اس نے ٹیکنالوجی کو رب ماننے والوں کو دوبارہ حقیقی رب کی طرف متوجہ نہیں کیا؟ کیا اس نے حکمرانوں کو جیلوں اور قیدیوں کی حالت ٹھیک کرنے پر آمادہ نہیں کیا؟ اور اس کا سب سے بڑا کارنامہ کیا یہ نہیں ہے کہ اس نے انسانوں کو اللہ کی وحدانیت کی طرف متوجہ کیا، شرک اور غیر اللہ سے مدد مانگنے سے منع نہیں کیا؟ آج عملی طور پر یہ بات واضح ہوگئی کہ کس طرح بظاہر ایک وائرس لیکن حقیقت میں اللہ کا فرستادہ ادنیٰ سپاہی انسانیت کے لیے شر کے بجائے خیر کا باعث بن گیا۔ تو اے لوگو! کرونا وائرس پر لعنت مت بھیجو یہ تمہارے لئے خیر لے کر آیا ہے کہ اب انسانیت اس طرح نہ ہوگی جس طرح پہلے تھی۔ آج دنیا جس کرب سے گزر رہی ہے بظاہر نظر نہ آنے والا ایک وائرس پوری دنیائے انسانیت کے لئے خطرہ بنا ہوا ہے۔ شخصی آزادی جسمانی آزادی، مائی باڈی مائی چائس اور بڑے بڑے فرعون نما انسانوں کی اصلیت کھول کر نہیں رکھ دی؟ پوری دنیا ایک نظر نہ آنے والے وائرس کا بری طرح شکار ہے۔ اٹلی کے وزیر اعظم کا بیان ہے کہ زمینی طاقت اور وسائل اس کرونا کی آفت پر قابو پانے سے قاصر ہیں اس کے لیے آسمان سے مدد کی ضرورت ہے۔ اس کرونا وائرس سے لچر پن پھیلانے والے، بے ہنگم میوزک، لبرلز، موم بتی مافیا، میرا جسم میری مرضی والی فنڈنگ شدہ عورتیں، ہم جنس پرست اور سستی شہرت یافتہ شخصیات اچانک ایسے غائب ہوئے ہیں کہ جیسے کہ یہ لوگ معاشرے میں تھے ہی نہیں۔ میدان میں کون آ گئے؟ علمائے کرام، دین حق کے داعی، افواجِ پاکستان کے شیر، انسانوں کے ہمدرد ڈاکٹر طبیب، تعلیم یافتہ باشعور لوگ اور نیکیاں کمانے والے مخیّر حضرات، پولیس کے جوان اور رینجرز کے جانباز، قوم کے سچے قائد۔ اے میرے اللہ ملت اسلامیہ کے ان سپوتوں کو سرخرو فرما۔ اللہ سب کو محفوظ رکھے اس وبا سے مگر جو اس وبا میں مارے جائیں گے یا مر گئے ہیں اسلام کی رو سے وہ شہید ہیں مگر احتیاط لازم ہے۔ احتیاط نہ کرنا خودکشی اور خودکشی حرام ہمیں پوری پوری احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ہونگی اسی میں اپنی بھلائی کا راز مضمر ہے

کرونا وائرس

پروفیسر مہر غلام سرور

آج کل 'کرونا وائرس' کی وبا نے ساری دنیا کو اپنے شکنجے میں لے رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ دستور رہا ہے کہ جب ظلم حد سے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔ قرآن حکیم کو سامنے رکھ کر دیکھیں تو حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم تک نافرمان قوموں کا کیا انجام ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے نافرمان قوموں کو مہلت دی کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا کہ نافرمان چاہے اقوام ہوں یا افراد ہوں، انہیں فوراً پکڑ لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو 'احسن تقویم' کے طور پر پیدا فرمایا پھر وہ اپنے کرتوتوں کے سبب 'اسفل السافلین' ہو گیا۔

دورِ حاضر میں انسانیت اللہ تعالیٰ کو بھول کر نافرمانیوں کی تمام حدود کو پھلانگ چکی ہے گزشتہ نافرمان قوموں کے تمام عیوب موجودہ دور کے انسانوں میں سرایت کر چکے ہیں۔ بت پرستی، سود خوری، زنا کاری، بدکاری، جوا بازی، ناپ تول میں کمی، ملاوٹ، بددیانتی، دھوکہ بازی، ہوسِ اقتدار و مال و دولت، ہم جنس پرستی، بے حیائی الغرض کوئی ایسی برائی نہیں جو موجودہ 'گلوبل ویلیج' میں دستیاب نہ ہو۔ ظلم، ناانصافی، خون خرابہ، جھوٹ، مکر و فریب اور وعدہ خلافی عالمی معاشرہ کی فطرت بن چکا ہے۔ ظلم جب بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔

غالباً اب اللہ تعالیٰ کے ہاں مہلت کی گھڑیاں بیت گئیں۔ 'کرونا وائرس' کے عذاب کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے نافرمان انسانیت کو گرفت میں لے لیا ہے۔ شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک ساری دنیا لرزہ براندام ہے۔ اقتدار کے ایوانوں میں اس عذاب کے نزول سے قبل

اپنے اقتدار کو طول دینے، کمزور قوموں کو اقتصادی، معاشرتی، تہذیبی اعتبار سے اپنے شکنجے میں رکھنے کے منصوبے تیار ہوتے تھے۔اب 'کرونا وائرس' کی روک تھام کے لیے منصوبہ بندی ہوتی ہے۔اے انسانو! تم نے بہت منصوبہ بندی کر لی۔اب اللہ تعالیٰ اپنی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔

ماضی میں جو طاقتور جابر ملک انسانیت کا خاص کر مسلمانوں کا بے دریغ خون بہاتے رہے ہیں وہ سر تا پا لرز رہے ہیں۔آج کی نام نہاد سپر پاور کا حکمران کہتا ہے کہ ہماری قوم کے لیے آئندہ دو ہفتے سخت ہیں۔قیامت کا ایک دن جو ہمارے ہزار سال کے برابر ہوگا، سخت ترین ہوگا۔ سورج جو زمین سے 9 کروڑ میل دور ہے یوم قیامت کو ایک نیزے برابر ہوگا۔سورج اور چاند کو تپا کر دوزخ کی آگ میں شامل کر دیا جائے گا، دنیا کی آگ دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے 70 گنا زیادہ گرم ہے قیامت کے دن نفسانفسی کا عالم ہوگا۔ سوائے افضل کائنات کے ہر آدمی میدانِ قیامت گھٹنوں کے بل جھکا ہوا ہوگا۔اللہ پکار کر کہے گا: لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْم، لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّار آج راج کس کا ہے؟ اُس اللہ کا جو یکتا اور قہار ہے۔

آج کے جابر و طاقتور حکمرانو! آنکھیں کھولو، سنبھل جاؤ۔کرونا وائرس کا عذاب قربِ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔جب صحابہؓ نے رحمتِ عالم ﷺ سے قیامت کے وقوع پذیر ہونے کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ اس کے آنے کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کو ہے مگر اسرافیل نے صور اٹھا لیا ہے منہ سے لگا لیا ہے حکم ملتے ہی صور پھونک دیں گے اور قیامت برپا ہو جائے گی۔

ے غافل تجھے گھڑیال یہ دیتا ہے منادی
گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی

کتنے زور آور اور خدائی کا دعویٰ کرنے والے حکمران آئے اور اللہ تعالیٰ کی بے آواز لاٹھی نے انہیں پل بھر میں نیست و نابود کر دیا۔کہاں گئے نمرود، فرعون، عاد، عمالقہ، ثمود، ابوجہل، ابولہب وغیرہ

ے خاک میں ملے اہلِ شان کیسے کیسے
مکین ہوگئے لامکان کیسے کیسے
مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے

دنیا کے معاشی وسائل پر قابض ہوکر دنیا کے غریب عوام کو بنیادی حقوق یعنی روزی روٹی سے محروم کرنے والو! عبرت پکڑو۔توبہ تائب ہوکر راہِ راست پر آجاؤ ورنہ اس چندروزہ دنیاوی زندگی کے بعد ایک ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی شروع ہونے والی ہے نافرمان دوزخ میں جب کہ نیکوکار جنت میں داخل ہوں گے۔

'کروناوائرس' جو حقیقت میں اللہ کا عذاب ہے لاعلاج ہی رہے گا۔اللہ کے عذاب کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔اس کا علاج صرف اور صرف سچی توبہ اور استغفار ہے۔احتیاطی تدابیر ضرور اختیار کریں۔جو ہونا ہے وہ ہوکر رہے گا۔کسی کو'کرونا' مارنہیں سکتا،'ماسک' اور احتیاطی تدابیر بچانہیں سکتیں۔وَمَا تَشَاءُ وْنَ اِلَّا اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ رَبُّ الْعَالَمِیْن (القرآن) ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا، دوسروں کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا۔

؎ کیا کیا تھے نقش جو اب بے نشاں ہیں
پچھلے سال کی برفیں کہاں ہیں
محلات شکستہ نوحہ خواں ہیں
پچھلے سال کی برفیں کہاں ہیں

آخری بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی صورت میں: ''جب تک آسمان میں کسی چیز کا فیصلہ نہ ہو، زمین پر کچھ نہیں ہوتا''۔لہٰذا بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ'کروناوائرس' کا نزول اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔نام نہاد طاقتور حکمران دنیا سے اسلام اور مسلمانوں کو نابود کرنے کے درپے تھے اور آج بھی ہیں، ان کو اب اپنی پڑگئی ہے۔کہاں ہے ٹرمپ، مودی، نیتن یاہو وغیرہ۔آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔برائی کے اس عروج کے عہد میں ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ کو احکم الحاکمین تسلیم کرنے، شرک و بدعات سے دور رہنے اور رحمت عالم آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکار اور آپ کے ارشادات کے مطابق زندگی گزارنے والوں کا'کروناوائرس' بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔

؎ ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم سے شرارِ بولہبی (اقبالؒ)

سوشل سائنسز۔آج کا سب سے بڑا چیلنج

سید عزیز الرحمن

(بشکریہ ماہنامہ تعمیر افکار کراچی، جون 19ء)

آج کے دور کا سب سے بڑا چیلنج سوشل سانسز کے موضوعات ہیں۔ یہ تمام مضامین خدا اور مذہب آزاد ہیں۔کسی خالی الذہن کے لیے ان سے وابستگی گم راہیوں کا باعث ہے۔جب کہ یہ موضوعات تیزی سے عالمی دنیا میں اپنی جگہ بنا رہے ہیں اور مسلسل پھل پھول رہے ہیں یہی علوم آج دنیا میں پھیلتے ہوئے اِلحاد کی بنیاد بھی ہیں۔اس حوالے سے یہ علوم صرف اسلام کے لئے نہیں مذاہب عالم کے لیے چیلنج ہیں۔مگر یہ چیلنج صرف اسلام ہی قبول کر سکتا ہے۔اپنی فطری ساخت کے سبب اسی کی ذمے داری ہے کہ وہ انسانیت کو اس فکری بحران سے باہر نکالے۔لیکن اس کا مقصد قطعاً ان علوم کی معروف معنی میں اِسلامائزیشن نہیں ہے۔اس کا مقصد ہے کہ ان علوم میں مکمل مجتہدانہ درک حاصل کر کے ان کی بنیادوں کو سمجھا جائے اور فہم اسلام کو بہ روئے کار لا کر ان علوم کا درست مقام معین کیا جائے۔نہ ہمیں کسی چیز کو مکمل طور پر رد کرنے سے دل چسپی ہونی چاہیے، نا قبول کرنے سے۔ہمارا ہدف گم شدہ حقیقت کی تلاش ہے۔چاہے وہ کچھ بھی ہو۔پر اگر ان بنیادوں کو چیلنج کرنا پڑے تو اس سے بھی گریز نہ کیا جائے۔اور اگر کہیں کسی قدر سچائی موجود ہو تو اسے بھی بلا تردّد کو قبول کر لیا جائے۔

اس لیے اب ہمارے ذہنوں کو سوشل سائنسز کی تحصیل کی جانب متوجہ ہونا چاہیے، ملازمت کی خاطر نہیں، اس عظیم مقصد کی خاطر جس کی جانب ابھی اشارہ کیا گیا۔ملازمت تو اس کا

ضمنی فائدہ ہوگا۔ مگر اس لیے صرف وہ لوگ آگے آئیں جو اسلامی تعلیمات کا مکمل ناگزیر فہم رکھتے ہوں۔ یہ حساس موضوع ہے' اس کے لیے علومِ اسلامی میں نہایت گہرا اور متوازن ورک مطلوب ہے۔ مطالعہ مغرب سے آغاز کر کے اسے بنیاد بنانے والوں کے لیے یہ چیلنج مزید مشکلات کا باعث ہوگا اور ان کے مزید غیر متوازن ہونے کا سبب بھی۔ اس ضمن میں ایک اور نکتہ قابل توجہ ہے، ایسے تمام موضوعات سے بحث کے وقت اسلامائزیشن آف نالج ''علوم انسانی کو اسلامیانے عمل'' جیسی تراکیب استعمال کی جاتی ہیں' مگر ان الفاظ سے دو طرح کے مغالطے پیدا ہو رہے ہیں۔ کچھ لوگ اسلامائزیشن کو ہی مقصد قرار دیتے ہیں اور دوسرا طبقہ ان الفاظ کو ہی غیر اسلامی تصور کرتا ہے۔ ہماری اس بحث کا بنیادی نکتہ یہ ہے کہ اسلام اور اس کی تعلیمات کو بنیاد بنا کر نہایت غیر جانب داری سے ان علوم کا جائزہ لیا جائے اور اس اعتماد کے ساتھ جائزہ لیا جائے کہ جو بات اسلامی تعلیمات کے مقابل ہو اس کو ردّ کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ ہو اور جو بات بنیادی اساسی تعلیمات سے ہم آہنگ ہو اسے قبول کرنے میں بھی کوئی تردّد نہ ہو۔ حتیٰ کہ اگر ان علوم کی اساس کو چیلنج کرنا پڑے تو اس کی صلاحیت بھی ہم میں موجود ہو۔

کرنے کا اصل کام یہی ہے مگر اس کے لیے جس درجے کے رجالِ کار درکار ہیں وہ
ہمارے درمیان موجود ہیں یا نہیں یہ سوال سب سے اہم ہے۔

یہ فریضہ انجام دینے والا ہی صحیح معنی میں اس صدی کا مجدد کہلانے کا مستحق ہوگا۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

رمضان کا مہینہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا لوگوں کے لئے ہدایت بنا کر اور ہدایت اور حق و باطل کے امتیاز کے کھلے دلائل کے ساتھ،

درُود بر پاکستان

قیامِ پاکستان، جنگ آزادیٔ کشمیر اور برطانیہ و UNO کے شیطانی گٹھ جوڑ سے بھارت کے حیدرآباد (دکن)، جوناگڑھ اور مقبوضہ کشمیر پر قبضے کو پون صدی ہونے کو آ رہی ہے۔

ایرانی شاعر ملک الشعراء بہار کا قائداعظم اور علامہ اقبال کو خراجِ تحسین

همیشہ لُطفِ خدا باد یارِ پاکستان
بہ کین مباد فلک با دیارِ پاکستان
سزد کراچی و لاہور قُبّۃ الاسلام
کہ ہست یاریٔ اسلام کارِ پاکستان
ز فیض سعی و عمل و ز شمولِ علم و ہنر
فزوں شود ہمہ روز اعتبارِ پاکستان
تپد چو طفل ز مادرِ جُدا، دلِ کشمیر
کہ سر ز شوق نہد در کنارِ پاکستان
چو مادری کہ فرزند شیر خوار جداست
نجات کاشمیر آمد شعارِ پاکستان
ز ما درودِ فراواں بہ شیر مردانی
کہ کردہ اند سر و جان نثار پاکستان
بہ روحِ پاکِ شہیداں کہ خونشان برخاک
کشید نقشۂ پُر افتخارِ پاکستان
ز ما درود بر آں روح پر فتوحِ بزرگ
جناح ، رہبر والا تبار پاکستان
درود باد بہ روحِ مطہر اقبال
کہ بود حکمتش آموز گار پاکستان
همیشہ تا کہ ز گشت زمین شب آید روز
بہ خر می گزرد روزگارِ پاکستان
بہ یادگار، بہآر ایں قصیدہ گفت و نوشت
همیشہ لُطفِ خدا باد یارِ پاکستان

ملک الشّعراء بہار
ایران
(وفات 1951ء)

کرونا عذابِ الٰہی کی علامت

وبائی مرض ہے جو پھیلا کرونا　کسی پہ بھی الزام اس کا دھرو نہ
ہوگا بیکار اس سے نظامِ تنفّس　کرونا کے شر سے نہ بے فکر ہونا
کرو توبہ اب تو گناہوں کو چھوڑو　عذابِ الٰہی ہے اس سے لڑو نہ
خدا کی بڑھائی کو تسلیم کرلو　ہے بس میں اگر، بے بسی سے مرو نہ
اگر کوسنا ہے تو خود کو ہی کوسو　کسی دوسرے کو ملامت کرو نہ
عذابِ الٰہی سے ہم گر ڈریں نہ　تو جیتے جی مارے گا ہم کو کرونا
کبھی بھی نہ اسباب کو دوش دینا　جو بویا ہے کاٹو اور اس پہ کڑھو نہ
جو مظلوم کی آہیں گردوں پہ جائیں　وباؤں کو لائیں گی مثلِ کرونا
تلافیٔ عصیاں کا ساماں کرو نا　اب ایسی کرونا کہ کے بھاگے کرونا
کرونا سے گر دیس کو ہے بچانا　ہمیں چاہیے روٹھے ربّ کو منانا
منایا نہ اب بھی خدا کو اویسی　کرونا کرے گا تیری ایسی تیسی

انجینئر (ر) عبدالرزاق اویسی ٹوبہ ٹیک سنگھ

Vol 14
CPL No: FD 30/07
HIKMAT-E-BAALGHA
MAY 2020
No 05

ایک حقیقت ——————— ایک تقاضا

پاکستان کا قیام اور لیلۃُ القدر

14 / اگست 1947ء بمطابق 27 / رمضان المبارک 1366ھ

پاکستان 14 / اگست 1947ء کو وجود میں آیا جس کے لیے لاکھوں مسلمانوں نے قربانیاں دی تھیں۔ لوگ پاکستان کے حق میں اسی لیے تھے کہ یہاں قرآن کا قانون ہوگا۔ 'پاکستان کا مطلب کیا؟ لا اِلٰہ اِلا اللّٰہ' کا نعرہ اسی حقیقت کا آئینہ دار تھا۔

اللہ تعالیٰ نے اس مطالبے کو منظور فرمالیا اور پاکستان عطا فرمادیا اور 13 اور 14 اگست کو رات بارہ بجے اعلان ہوا کہ یہ ریڈیو پاکستان ہے۔ کروڑوں لوگوں نے سنا۔ یہ رات 27 ویں رمضان المبارک 1366ھ تھی اور نزولِ قرآن کی رات تھی۔ یہ رات کتنی برکت والی ہے یہ ہر مسلمان جانتا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ نے قرآن اور پاکستان کا رشتہ جوڑ دیا۔

آیئے اس رمضان المبارک میں 27 ویں شب (جب ختم قرآن ہو) کو آدھی رات کے وقت تھوڑی دیر پاکستان کے قیام یعنی ظالم مغربی استعمار سے آزادی کے حصول کا موقع سمجھ کر منائیں اور مطالبہ کریں کہ حکومت آئندہ یومِ آزادی ہر سال 14 / اگست کے ساتھ ساتھ 27 رمضان المبارک کو بھی منایا کرے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ لوگ تھوڑی دیر باوضو پاکستان زندہ باد کی آواز بلند کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حضور بھیگی آنکھوں کے ساتھ پاکستان میں نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیے دُعائیں کریں اور اس کے لیے تن من دھن لگا دینے کا عہد کریں۔

جہاں جہاں ممکن ہو ہر شخص اپنے دفتر، کارخانہ، کام کی جگہ، سکول وغیرہ میں اس حقیقت کا اپنی حیثیت کے مطابق تذکرہ کرے اور دیگر مسلمانوں کو اس سے آگاہ کرے تاکہ اہالیان پاکستان کے دلوں میں بالعموم لیلۃ القدر کے حوالے سے مذہبی جذبہ پیدا ہو اور مذہبی لوگوں میں ملک میں قرآن مجید کی تعلیمات اور احکام پر عمل درآمد کرنے اور اس کے نفاذ کا داعیہ پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ جلد پاکستان کو قرآن پاک کی برکت سے قرآن پاک کے احکام پر عمل کرنے والے لوگوں کی سرزمین بنادے، آمین۔